رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۸

الحکم

چہ گویم با تو گر آئی چہ در قادیان بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے ۵ر (۲) خواص و معاونین سے عہ (۳) ہندوستان سے باہر ۲ (۴) غیر مذاہب والوں سے ۳ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے عہ

فہرست مضامین

نمبر ۲۶ | قادیان دار الامان مورخہ ۲۴ جولائی ۱۹۰۵ء ۲۰ جمادی الاول ۱۳۲۳ھ | جلد ۹

۳۱ اگست ۱۹۰۵ء تک خاص رعایت

کارخانہ الحکم کی بعض جدید الطبع کتابوں کیلئے جگہ نکالنے کیواسطے ۳۱ - اگست ۱۹۰۵ء تک مندرجہ ذیل کتابوں میں خاص رعایت کیجاتی ہے یاد رکھئے ۳۱ اگست ۱۹۰۵ء کے بعد یہہ رعایت جاری نہ رہے گی - اس اثنا میں خصوصاً گذشتہ سالوں کے بعض فائل خریدنے میں آپ کو بہت بڑا فائدہ رہیگا کیونکہ گذشتہ سالوں کے فائل ہمیشہ دو چند قیمت پر دئے جاتے ہیں -

۱۹۰۳ء کا فائل الحکم ۵ر صرف پچاس درخواستوں کی تعمیل ہوگی۔
۱۹۰۴ء " ۵ر "
ازالہ اوہام ہر دو جلد عہ "
آسمانی فیصلہ ۲ر
مسلمانوں کا خدا اور اسکے حضور دعا ۸ر
رد شیعہ و خط نسخ ۸ر
حضرت اقدس کی پرانی تحریریں ۱ر صرف پچیس درخواستوں کی تعمیل ہوگی
ست بچن و آریہ دہرم ۱۰ر
تفسیر سورہ بقرہ عہ صرف سو درخواستوں کی تعمیل ہوگی۔
وحدت وجود پر خط اور تقریر نماز ۱ر
برہان الحق ۲ر

النصح ۱ر
سلک مروارید حصہ اول ۳ر صرف سو درخواستوں کی تعمیل ہوگی
اصلاح النظر ۲ر صرف بیس درخواستوں کی تعمیل ہوگی
الانذار ۲ر صرف ۸۰ درخواستوں کی تعمیل ہوگی -
رپورٹ جلسہ سالانہ ۸ر صرف پچاس درخواستوں کی تعمیل ہوگی
اربعین ہر چہار نمبر ۳ر

تمام

درخواستوں کی تعمیل بذریعہ وی پی ہوگی - اور تمام درخواستیں دفتر الحکم کے نام آنی چاہئیں -

دار الامان کا ہفتہ

اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپکے اہل بیت اور بزرگان ملت خیریت سے ہیں۔

۲ - موسم سخت ہے - گرمی اور حبس کا کچھ نہ پوچھو - اس قصبہ کی صفائی کا حال بدتر ہے میں اپنے مکرم بابو ہنت رام صاحب انچارج تحصیلدار بٹالہ کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ قادیان آئیں اور قصبہ کیحالت کا معائنہ کریں کہ کیسی ہے ؟ سخت ضرورت اس امر کی ہے کہ اس وبائی موسم میں صفائی کیطرف خاص توجہ ہو - اور خوردنی اور نوشیدنی اشیاء کا بھی کبھی کبھی ضرور معائنہ کیا جاوے -

تعلیم اسلام سکول

سکول کے ریزرو فنڈ کیلئے مینے جو تحریک کی تھی - اسکے لئے سب سے اول منشی الہی بخش صاحب اور بابو منظور الہی صاحب نے بہٹنڈہ سے منظور کیا ہے کہ ایک ایک روپیہ فی خریدار کے حساب سے بے شک ۱۰ - اگست کا الحکم وی پی کر لیا جاوے - اگر دوسرے خریداروں نے کوئی جواب نہ دیا تو سمجھا جاویگا - کہ وہ اس تجویز کو پسند فرماتے ہیں - سکول کی مالی حالت قوم کی توجہ کے قابل ہے - بہت جلد سرمایہ کی فکر کرنی چاہئے - ورنہ اس مہینہ کی تنخواہیں دینے کے لئے ہی منتظمان سکول کو سخت فکر ہو رہی ہے -

کالج کیلئے ایک آنہ فنڈ

ایک آنہ فی کس کالج فنڈ کے لئے جو مانگا گیا ہے - اکثر احباب نے وہ چندہ بھیجدیا ہے اور بعض بھیج رہے ہیں ہر ایک احمدی کا فرض ہے کہ اس تحریک کے لئے سعی کرے اور خاموش نہ ہو جاوے - رسید اگلے ہفتہ درج ہوگی -

شکریہ

مینے جب سے الحکم میں شادی کے اشتہارات دینے شروع کئے ہیں اکثر درخواستیں اندراج کے لئے آتی رہتی ہیں - جسکو میں ایک مبارک تحریک سمجھتا ہوں - اس سلسلہ میں میں میاں اللہ دتا احمدی بہٹی کی قابل قدر اخلاقی جرأت کی تعریف کرتا ہوں کہ جہاں شیخ غلام احمد صاحب کی غربت اور مسکینی کو ملحوظ رکھکر بعض لوگوں کو انہیں لڑکی دینے میں تامل اور مضایقہ ہوتا تھا میاں اللہ دتا صاحب نے نہایت اخلاص اور ہمدردی کیساتھ کسی قسم کی شرط کے بغیر اپنی دختر نیک اختر کو انکے نکاح میں دینا پسند فرمایا - لیکن چونکہ انکی صاحبزادی کی عمر بہت چھوٹی ہے اسلئے شکر گذاری کے ساتھ انکار کرنا پڑا ورنہ ایسے مخلص اور محسن کی فرزندی میں داخل ہونا شیخ غلام احمد صاحب بھی از بس پسند فرماتے تھے اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے اور قوم کو ایسی مبارک تحریک کی تقلید کی توفیق دے - کہ وہ ہر ایک احمدی کو احمدیت کیوجہ سے اپنی جیسی عزت اور وقعت دیں -

درخواست دعا

میں کئی امر مشکل دینی میں سخت گرفتار ہو گیا ہوں - جو میرے حضور خشوع وغیرہ دینی کام میں خلل انداز ہے - امید ہے میرے واسطے ناظرین الحکم دعا فرماویں گے - راقم ملک غلام محمد

عیسائی بنانے والی مشین

میں نے الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت میں طمع زر اور تبدیل مذہب کے عنوان سے ایک مختصر سا نوٹ لکھا تھا۔ جس پر ملتان کے اخبار تحفہ سرور کو خصوصیت کے ساتھ جوش آیا ہے اور اس نے ۲۰ - جولائی کی اشاعت میں اس پر ایک لیڈر لکھ دیا ہے۔

اس لیڈر میں اس بات سے انکار کیا گیا ہے کہ لوگ جو عیسائی ہوتے ہیں وہ طمع زر کی وجہ سے نہیں ہوتے ہیں۔ ممکن ہے ایڈیٹر صاحب تحفہ سرور کا خیال صحیح ہو اور جن دیسی اور ولایتی مشنریوں نے سالہا سال کے بعد عیسائیت کی ناکامی پر مضامین لکھے ہیں اور دیسی کلیسا میں شامل ہونے ...... والوں کو لالچی ہونے کا خطاب دیا ہے انہوں نے بے وقوفی کی ہو۔ میں مسٹر شاکر کو بہت سی مثالیں ایسے لوگوں کی دے سکتا ہوں مگر میرے نزدیک یہ ایک فضول بحث ہوگی۔ یہ میں تسلیم کرتا ہوں کہ عیسائیت کی طرف کشش اور جذب کا باعث صرف روپیہ ہی نہیں بلکہ اور بھی بہت سی باتیں ہیں جنکا بھول جانا انکے ذکر کرنے سے بہتر ہوگا۔

۱۸۹۸ء کے ستمبر میں ڈاکٹر پینل صاحب نے لودہانہ کے ایک مسیحی اخبار نور افشاں میں ایک مضمون **مشنری اور دیسی کلیسیا** کے عنوان سے چھپوایا تھا۔ اگر مسٹر شاکر اس مضمون کو پڑھ لیتے تو شاید وہ اس لیڈر کے لکھنے کی جرأت نہ کرتے۔ میں انکی واقفیت کے لئے اس مضمون کا کچھ اقتباس ذیل میں درج کرتا ہوں شاکر صاحب ڈاکٹر پینل سے پوچھ لیں کہ کیوں صاحب وہ کون لوگ ہیں جن پر آپ یہ الزام لگاتے ہیں؟ پھر میں ہی فیصلہ ہو جائیگا۔ اسکے بعد بھی اگر شاکر صاحب کو کوئی شبہ دیسی کلیسیا کے متعلق رہا تو میں انشاء اللہ انکے فاضل مسیحی بزرگوں کی تحریروں ہی سے انکی تسلی کرنے کی سعی کرونگا۔ لیکن کیا اس سے مسٹر شاکر مان لیں گے کہ عیسائی طمع زر کی وجہ سے ہی ہوتے ہیں؟ الحکم یا سلسلہ عالیہ کے متعلق جو کچھ انہوں نے لکھا ہے اس میں کوئی امر ایسا نہیں جسکا میں جواب دوں۔ سردست ڈاکٹر پینل کی چٹھی کا انتخاب ان کے لئے بہترین سبق ہوگا۔ وہ صراحت سے کہہ سکتے ہیں کہ آیا ڈاکٹر صاحب جھوٹے ہیں یا شاکر صاحب خود!۔

آج کل فنڈ کی کمی اور نکتہ چینیاں اور دیگر واقعات ایسے پیش آئے کہ اصلاح کرنے کی افواہیں کثرت سے اڑنے لگیں۔ پس چند خیالات جو میں نے پانچ سال کے تجربہ اور لوگوں کے طریق معاشرت سے معلوم ہو گئے ہیں ظاہر کرنا بے موقع نہ ہوگا۔ گو اس سے کچھ اور فائدہ نہ ہو مگر اتنا تو ضرور ہے کہ مشنری صاحبان جواب دینے کا موقع پائیں گے پنجاب کی ہندوستانی کلیسیا کا اصل حال معلوم کرنا میرے لئے گویا ایک میٹھی نیند سے جاگ اٹھنا تھا۔ نو مریدوں کی بابت مجھے امید تھی کہ وہ اپنی پہلی محبت اور لوگوں کو بھی مسیح کی روشنی میں لانے کی کوشش کریں گے۔ ثابت ہوا کہ دل میں یہ حساب لگا رہے ہیں۔ کہ پادری صاحب اس پاس دینی خدمت کے لئے کیا کچھ دیں گے۔ یا انجیل کی منادی کرنے سے مجھے کیا کچھ دنیوی ترقی یا فائدے ہونگے اور بجائے اس کے کہ "چھوٹے بچو" ایک دوسرے سے پیار کرو گھر کے جھگڑے حسد۔ بغض۔ چغلی پائی جاتی ہے یہ ہمارا فرض ہے کہ جہاں تک ممکن ہو اس بات کا حقیقی سبب دریافت کریں کہ دیسی کلیسیا میں حد درجہ **ریاکاری اور دنیا پرستی** کہاں سے آگھسی ہے پھر ہم سب حتی المقدور اپنے طریقوں کی اس قدر اصلاح کریں کہ کم سے کم ہم خود اس کا باعث نہ ٹھہریں سب سے بڑی مشکل مالی تعلقات کی ہے۔ جو اکثر مشنری اور اون کے مریدوں اور دیگر ہندوستانی مسیحیوں کے درمیان ہے مشنری نہ فقط روحانی صلاح کار اور رہنما ہے بلکہ ساتھ ہی اون کی ماہواری تنخواہ دینے والا ہے۔ اور اوسکی خوشنودی مزاج پر انکی دنیوی بہبودی اور ترقی کا مدار رہتا ہے اس طور سے میں نے دیکھا ہے کہ مشن احاطہ جس کے ساتھ میرا بہت گہرا تعلق تھا بالکل ریاکاری اور چغلخوری اور خوشامد پرستی کا گھر بن گیا ہے۔ جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ جب کوئی نیا متلاشی آتا ہے۔ خواہ اوس کا حقیقی مقصد کیسا ہی پاک صاف کیوں نہ ہو خواہ مخواہ دنیوی فوائد اور مشن کی نوکری کی طمع اسے دلائی جاتی ہے۔ اس طور سے مسیحی تعلیم اور دنیوی مقاصد اور حرص کے لئے پردہ بن جاتا ہے۔ اور مشنری گو بلا ارادہ مگر تو بھی سچ مچ اور قابل الزام طور پر اس سب کا باعث ہے۔ ایک متلاشی جو مسیحی ہو کر فی الفور **مشن کا وظیفہ خوار** ہو جاتا ہے اس سے غیر اقوام کی نظر میں اسکی صلیب بردار ی کی محبت کا ثبوت بہت کم باقی رہ جاتا ہے تنخواہ دار استاد جو اس لیاقت کا آدمی ہے کہ اگر مشن اوسکو نکال دے تو آدھی تنخواہ بھی اس کو دوسری جگہ نہیں ملیگی مشن کیلئے بے عزتی کا سبب ہے۔ اور جب وہ بازار میں منادی کے لئے کھڑا ہوتا ہے تو ایک سست اور بے اصول آدمی کے لئے جس کے نزدیک مذہب فقط ایک **روٹی کمانے کا وسیلہ** ہے۔ ایک کشش کا باعث ہے لیکن ساتھ ہی اس کے ایک دیندار اور ایک نیک ہندو مسلمان کے لئے ایک اشارہ ہے کہ وہ ایسے مذہب سے جسکا کہ وہ نمونہ ہے دور دور بھاگیں یہ شیطان کی بڑی حکمت ہے کہ ہم مشن کے روپیوں سے ایسے آدمیوں کی پرورش کریں۔ **جو بد معاش اور مکاروں کو کلیسیاں میں لاویں اور حق کے طالبوں** کو اس سے دور رکھیں۔ جب تک مشن ایسے لوگوں کو مسیحی خدمت کے لئے لگائیگا۔ جن کو اور جگہ بہت کم تنخواہ ملے تب تک یہ الزام اون سے دور نہ ہوگا۔ کم سے کم مشنری سوسائٹی کے نقصوں کے بارہ میں جو کہا جا سکتا ہے وہ یہ ہے کہ خداوند کے روپیہ کو بدمعاشوں **اور ریاکاروں کے بڑھانے میں** استعمال نہ کرنا چاہئے۔ **ایسے لوگوں کا مسیحی مذہب میں ہونا بت پرستی سے بدتر ہے۔** موجودہ زمانہ میں فی الحقیقت اکثر مفصلہ ذیل باتیں ہیں جو ایک آدمی کو مسیح ہونے سے روکتی ہیں۔ مثلاً مشن کے وظیفہ پر پڑا رہنا ریاکاری سے نفرت۔ چاپلوسی کی لیاقت کا نہ ہونا۔ نیز ایک قسم کی حب الوطنی اون کے دل پر چوٹ لگاتی ہے کیونکہ کئی مغربی رسمیں اور سوشیل روایتیں مسیحی مذہب کے ایک جز کے طور پر پیش کیجاتی ہیں علاوہ اس کے بہت سی نفرت انگیز وہ باتیں بھی ہیں جو اون لوگوں میں پائی جاتی ہیں جن میں مشنری لوگ کام کرتے ہیں اور اون باتوں کو پسند کرتے ہیں مثلاً غلامی کی روح بغیر غور کرنیکے ہاں میں ہاں ملانا۔ چاپلوسی جو اون کو ہر طرح کا کام کرنے کے لئے تیار کر دیتی ہے۔ اور مشنری کی ہر ایک بات ماننے کے لئے جس سے کہ وہ تنخواہ پاتے ہیں آمادہ کر دیتی ہے۔

مزید براں ایک متلاشی جو اپنے لوگوں اور مذہب کو برا بھلا کہنا شروع کرتا ہے۔ وہ حقیقت میں اپنی صداقت کو پورے پورے طور پر ظاہر نہیں کرتا اور یہی طریقہ اکثر کیٹیکسٹ اپنی منادی میں دکھلاتے ہیں اون کو روحوں کو تبدیل کرنے کا اسقدر فکر نہیں ہے جتنا اون مشنریوں کو خوش کرنیکا جن سے وہ تنخواہ پاتے ہیں۔

...... بپتسموں اور طالبان حق کی بڑی بڑی فہرستوں کی خواہش موجودہ مشنوں میں بڑی خرابی پیدا کر رہی ہے جب کہ مناد خالص منادی سے ناکامیاب ہوتے ہیں تو اور لوگوں کو شہ دیکر مسیحی مذہب میں لے آتے ہیں۔

...... وہ ایک بڑی خوشی کا دن ہوگا جب کہ حامیان انگلستان اس بات کو سیکھ لیں گے۔ کہ ایک نئے ملک میں بپتسموں کی فہرست مسیحی مذہب کی ترقی کا ایک اصلی پیمانہ نہیں ہے۔

تحقیقات الشیعہ

مولوی عبد الباسط صاحب کو آپ جانتے ہونگے درویش وضع انسان معلوم ہوتا ہے۔ اسکی نسبت بیان کیا جاتا ہے۔ کہ تخمیناً بارہ سال تک اہل حدیث کی خدمت کر کے بڑی محنت سے علم حاصل کیا ہے مگر وہابیت میں اسکو اطمینان قلب حاصل نہ ہوا اسواسطے تھوڑے عرصہ سے شیعہ مذہب کو اختیار کیا ہے۔ اور اب مختلف شہروں میں شیعیت کی تائید میں وعظ کرتا پھرتا ہے۔ اغلباً ۵ مئی ۱۹۰۵ء میں اوسکو شہر پشاور میں امام باڑہ میر حیدر شاہ صاحب مرحوم میں چند دفعہ وعظ کرنیکا موقع ملا۔ ایک دفعہ حسب تحریک شیعہ دوست کے میں مجلس وعظ میں شریک ہوا۔ مولویصاحب نے قرآن و حدیث کو اچھے لب لہجہ میں ادا کیا۔ اور ایسی سنجیدگی و شائستگی سے وعظ کیا کہ کسی شیعہ مولوی سے کم امید ہو سکتی ہے۔ اسمیں زیادہ خوبی یہ تھی کہ استدلال اونکا قرآن مجید سے تھا چونکہ میرا مطلب مجکو ہدایت کرتا ہے۔ کہ میں مولوی صاحب موصوف کا وعظ اپنی الفاظ میں قوم کے سامنے پیش کر دوں اور جہاں کہیں کوئی سوال پیدا ہوتا ہو اوسکا ذکر بھی کر دوں ممکن ہے کسی اہل دل کو فائدہ پہنچ جاوے اور علماء اہل تشیع کو بھی موقع حاصل ہے۔ بنا بران مولویصاحب کا وعظ پانچ حصوں میں تقسیم ہو کر پیش کیا جاتا ہے۔ وھو ھذا۔ ۱ حضرت علی علیہ السلام

بمثیل ہارون تھے۔ ۲ حضرت علی خلافت بلافصل سے بسبب نااہلیت محروم نہیں کئے گئے۔ ۳ آیہ انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس الی ازواج مطہرات کے حق میں نہیں ہے۔ ۴ انبیا اولیا نے معجزات دکھائے ہیں۔ ۵ ذکر شہادت امام حسین علیہ السلام۔ باقی آئندہ محمد رمضان علی

مراسلت

جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا
و
کان حقا علینا نصر المومنین

خدا کے پاک لوگونکو خدا سے نصرت آتی ہے
جب آتی ہے تو پھر عالم کو اک عالم دکہاتی ہے
وہ بنتی ہے ہوا اور ہر خس راہ کو اڑاتی ہے
وہ ہو جاتی ہے آگ اور ہر مخالف کو جلاتی ہے
کبھی وہ خاک ہو کر دشمنوں کے سر پہ پڑتی ہے
کبھی ہو کر وہ پانی ان پہ اک طوفان لاتی ہے
غرض رکتی نہیں ہرگز خدا کے کام بندوں سے
بہلا خالق کے آگے خلق کی کچھہ پیش جاتی ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلے علی رسولہ الکریم

بحضور عالیجناب فیض ظہور حضرت مولانا و بالفضل اولنا حضرت کریم الملت صاحب سلمہ اللہ تعالے

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ الحمد للہ رب العالمین جو سب کا خالق اور مالک اور رازق اور بخشنہار ہے اور سلام وصلواۃ اور برکات اور رحمتیں ہوں اوس محمد پر جس نے ہم کو ایسا رب دکہلایا۔ اور اوس کے غلام پر جس نے اس زمانہ مین اسلام کی لاج رکھہ لی ہے۔ اور آبپاشی سے موسم خزان کو موسم بہار بنا رہا ہے۔

اما بعد واضح رائے عالی ہو کہ ان دنوں راقم بتقریب رخصت متصل قصبہ حافظ آباد موضع گڑہی آدرن وطن مولوف مین موجود ہے۔ ضروری امور خانگی کیوجہ سے سہ ماہ کے لئے سیالکوٹ کی جماعت سے مہجوری ہے۔ تاہم تمام شکر ہے۔ کہ اس طرف کے علاقہ سے بھی بندگان خدا مناسبت رکھتے ہیں کچھہ اون کے میل جول سے اور زیادہ تر الحکم کے ذریعہ سے آگاہ رہتا ہوں۔ مجھے اب زیادہ تر محسوس ہوا ہے کہ الحکم ہی اس سلسلہ عالیہ کا ارگن اور تنہائی کا اعلے رفیق ہے۔ فضل مرحوم کا نہایت ہی رنج ہوا ہے اوسکی دعا کی تحریک اخبار کے ذریعہ احمدی جماعت کی یاد دہانی کے لئے فرماتے رہیں۔ مین دل سے دعا کرتا ہوں۔ کہ حق سبحانہ تعالے مرحوم مغفور کو دائمی زندگی نصیب کرے۔ آمین ثم آمین۔

مین آپ کو اس علاقہ کا ایک واقعہ سناتا ہوں۔ جس سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ خدا تعالے کے ماموروں کو ہمیشہ قوم شناخت کیا کرتی ہے اور قوم کے آگے جور وکاذبین ہوں۔ وہ کس طرح نابود ہو جاتی ہیں۔ قصبہ حافظ آباد کے غرب مین موضع پریم کوٹ ایک چھوٹا سا موضع ہے۔ جو قریبًا دو تین میل کا فاصلہ ہے۔ وہان پر مولوی نبی بخش صاحب امام مسجد سلسلہ عالیہ کے مخلص مرید رہتے ہیں۔ اور ساکنان دیہہ کی ایک جماعت رکھتے ہیں۔ دیہات قرب و جوار مین سلسلہ تبلیغ جاری رکھا ہوا ہے۔ موضع پنڈی باوری مین رمضان گذشتہ سے ایک مولویصاحب ابراہیم نامی جو وطن اپنا موضع ٹہٹہ تہانہ سنگ جانی ضلع راولپنڈی ظاہر کر کے اپنے آپ کو شاگرد گولڑوی صاحب بیان کرتے ہیں۔ میان غلام رسول امام مسجد کے پاس فروکش ہیں۔ اور مدعی حیات عیسے علیہ الصلواۃ والسلام بن بیٹھے ہیں۔ تبلیغ سلسلہ عالیہ احمدیہ پاکر زمیندار کسانوں کو ورغلاتے ہیں کہ یہ مولوی نبی بخش مرزائی ہے۔ اور مذہب مین اونہوں نے تبدیلی کر لی ہے۔ اور لوگوں کو گمراہ کرنا چاہتا ہے۔ دوسری طرف مولوی نبی بخش کی نیک اطواری سالہائے سال کی اور حسن ظنی لوگوں سے دور نہ تہی۔ ہر چھوٹا بڑا جانتا اور بعض اون کے لنگوٹیہ یار بہی تہے۔ لوگوں نے جب ان کو مدعی وفات اور مولوی ابراہیم صاحبکو مدعی حیات پایا۔ تو گویا قوم نے ان سے فیصلہ کرنا چاہا۔ اور موضع مالوچک مین یہہ مجمع کیا گیا اور مسئلہ متنازعہ فیہ پر گفتگو کرائی گئی۔ بیان ہوتا ہے۔ کہ مدعی وفات نے جب قرآن کریم اور احادیث سے دعوی اور دلیل کی۔ اور مدعی حیات کو اپنی وفات کا سامنا نظر آیا۔ تو کہا۔ کہ مین مرزا یا اوس کے کسی مرید کی کتاب سے خواہ اوس مین عربی کی آیات ہی ہوں۔ کوئی بات سننا نہیں چاہتا۔ اور نہ اس طرح پر وفات کا قائل ہو سکتا ہوں۔ تب مولوی نبی بخش نے قرآن کریم سے بہی پڑہا۔ مگر وہ مولوی کب اس خدا ترس انسان کی بات کو سنتا تہا۔ اور جب حیات ثابت کرنے لگا۔ کوئی آیت یا حدیث پیش نہ کی۔ اور مسئلہ متنازعہ فیہ کو ڈھنڈلا کر دیا۔ انجام کار لوگوں سے کہا کہ اے لوگو اس زمانہ مین یہ ہونا چاہیے تہا۔ وہ ہونا چاہیے تہا۔ جنگلی سور اور گرجائی ریختہ دیوارین اڑ جانی چاہیئے تہین۔ یہ مولوی نبی بخش قرآن کے معنوں مین اختلاف ڈالتا ہے۔ اور علم صرف نحو جو کچھہ مین جانتا ہوں۔ اوسکی اسکو کہان خبر ہے متوفیک ورافعک و فلما توفیتنی وعبدی کے صیغہ اور لیومن کا معنٰے کیا ہیں۔ کیونکر آتا ہے۔ یہ ہرگز نہیں جانتا۔ کوئی کوئی مولوی آپ ہی جانتا ہے صرف نحو کی کمی معلومات سے یہ لوگ غلطی کہاتے ہیں تب اکثر لوگوں نے کہا کیا قرآن کریم ایسی کتاب ہے۔ جس سے صرف مولویوں کو وفات اور حیات مسیح کی صرف نحو نہ آوے اور دیگر احکام جو سات صد ہیں اوس سے اطلاع ہو ہم کو صاف صاف مطمئن کر دو۔ تاکہ روزمرہ کا خرخشہ دور ہو۔ تب مولوی صاحب بولے کہ یہاں میرے مقابلہ کا کوئی مولوی نہیں۔ البتہ مرزا صاحب اہل علم سنے جاتے ہیں۔ مرزا صاحب کو یہ لوگ بلواوین۔ مین مباحثہ کرونگا۔ اس طرز کلام مولوی سے پایا جاتا ہے۔ کہ اوس کو معلوم ہوگا۔ کہ حضرت مرزا صاحب (جو تمام دنیا کو تبلیغ فرما رہے ہیں) اور مباحثہ ہائے کے نسبت کئی مرتبہ فیصلہ کر چکے ہیں وہ تشریف تولا نیگے نہیں۔ جہوٹی ڈفلی بجا لونگا افسوس ان زید اور بکر لوگوں پر یہہ حضرت امام مامور رحمان اور مرسل یزدان کو کیا سمجھتے ہیں۔ کاش کہ ان کے دل ہوتے حق کو پا لیتے۔ کان ہوتے۔ سن لیتے۔ لیکن اگر مولویوں کے علم اور اون کے مباحثات پر مدار تہا۔ تو مین کہہ سکتا ہوں۔ کہ دنیا مین کسی راستباز کی شناخت نہ ہوتی۔ جب کہ راستبازوں کا فیصلہ ہمیشہ قوم پر موقوف رہا ہے۔ تو ضرور تہا کہ ایسا ہی ہو۔ چنانچہ اس دیہات کے رہنے والوں کی سدہارا اور صاف سینہ والی طبیعتین نہ رہ سکین۔ اور احمدی جماعت سے یہ مشورہ ہوا کہ ہم بہی اور مولوی بلواتے ہیں اور احمدی جماعت کا بہی کوئی مولوی آوے اور موضع مولوچک مین جو ان دیہات کے درمیان ہے مسئلہ متنازعہ فیہ فیصلہ کر لیا جاوے۔ مولوی ابراہیم چاہتے ہیں کہ میرے مقابلہ مین کوئی بڑا عالم لایا جاوے۔ چنانچہ مولوی نبی بخش نے منظور کیا اور فریقین نے ۱۰- اپریل ۱۹۰۵ء تاریخ مقرر کی۔ اور دیہات گرد نواح مین اس جلسہ کی شہرت ہوئی مولوی نبی بخش نے بمشورت احباب احمدی مولوی محمد حیات سکنہ بڑی شاہ عبدالرحمان کو اس خدمت پر مقرر کیا۔ کہ وہ وزیر آباد جاوین۔ اور مولانا بالفضل اولنا حافظ غلام رسول صاحب کو خدا کا فضل اون کے شامل حال ہو لاوین۔ ادہر قوم مین حق کی تڑپ تھی۔ اور انتظار پر انتظار تہا۔ اور خدا سے دعا مانگتی تہی۔ کہ یا مولائے کریم تو سب کا مولا اور ناصر ہے۔ اور تیرے آستانہ پر جو گرتا ہے وہ خالی نہیں رہتا۔ حق اور باطل مین فرق کر دے۔ چنانچہ ۹- اپریل ۱۹۰۵ء کو حافظ جیو صاحب وزیر آباد سے ریلوی سٹیشن حافظ آباد پر فروکش ہوئے مولوی صاحبان معہ دیگر احباب جماعت احمدیہ استقبال کے لئے موجود تہے۔ یہہ خدا کے بندوں کا قافلہ تہوڑا عرصہ اس خاکسار کے مکان پر ٹہر کر موضع پریم کوٹ کو چلا گیا۔ صبح دس تاریخ تہی۔ دیہات قرب وجوار کا اجتماع مولوچک مین شروع ہوا۔ یہہ خاکسار راقم بہی معہ اخی مکرمی ملک شہباز خان صاحب جو سلسلہ عالیہ کے معزز ممبر ہیں۔ پہنچا۔ اور بہت سے اصحاب اثناء راہ سے ساتھہ ہو لئے۔ مولوچک پہونچنے سے پہلے پریم کوٹ پونچکر حافظ صاحب جو معہ دیگر احباب کے منتظر تہے۔ ہمراہ ہوئے۔ مولوچک پونچتے ہی ایک ٹولہ مولوی صاحبان آراستہ اور پیراستہ اپنے آگے بڑی بڑی مجلد کتابیں + کتب ہائے کا انبار لگائے ہوئے بیٹہے پایا گیا۔ اب مین ناظرین پر ظاہر کرنا چاہتا ہوں کہ اس مجمع مین کون کون صاحب شامل تہے۔ فریق مخالف مین "مولوی ابراہیم صاحب اول الذکر۔ مولوی غلام رسول پنڈی باوری۔ مولوی احمد الدین سکنہ برنالی ضلع گجرات۔ حافظ احمد الدین صاحب سکنہ گوجرکے۔ مولوی احمد الدین صاحب امام مسجد وحافظ امیر علی صاحب سکنائے گڑہی آدرن۔ موخر الذکر اگرچہ نابینا تہے۔ مگر وہ اپنی بغل مین سیف چشتیائی دبائے ہوئے تہے۔ جو اس خاکسار نے دیکہی تہی۔ اور احمدیہ فریق سے جناب حافظ صاحب وزیر آبادی اور مولوی عنایت اللہ صاحب سکنہ چبہ سندھوان مولوی محمد حیات صاحب خلف حکیم مولانا مولوی جلال الدین صاحب مرحوم سکنہ بیرکوٹ مولوی محمد حیات صاحب سکنہ بہٹری شاہ عبدالرحمان۔ مولوی نبی بخش صاحب سکنہ پریم کوٹ باتفاق رائے احباب مولوی احمد الدین صاحب امام مسجد گڑہی آدرن میر مجلس یعنے سپرنٹنڈنٹ جلسہ مقرر ہوئے اور یہ تجویز قرار پائی۔ کہ مسئلہ حیات وفات مسیح پر۔ اور چودہویں صدی والے امام کے متعلق جس جس فریق کا مولوی گفتگو کرنا چاہے۔ وہ جلسہ عام مین بطور لکچر بیان کرے اور لکچر کے وقت مین کوئی آدمی کسی فریق کا مخل نہیں ہوگا۔ (باقی ہفتہ آئندہ)

رسید آمدنی مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان

۴ - جولائی ۱۹۰۵ء

۱ - پیر برکت علی صاحب رمل ضلع گجرات }
" صدقہ عہ قربانی فنڈ ۱۱ر کالج عہ ۸ر
۲ - مولوی رحیم دین صاحب دہرم کوٹ بگا عہ (قربانی فنڈ)
۳ - مولوی وزیرالدین صاحب مدرس سجان پور ٹیرہ عہ "
۴ - منشی گلاب دین صاحب مدرس رہتاس ۸ر مدرسہ
۵ - منشی عبدالخالق صاحب ڈپٹی انسپکٹر لورالائی ہ مدرسہ
۶ - جماعت مردان ضلع پشاور عہ مسکین فنڈ

۴ - جولائی ۱۹۰۵ء

۱ - مولوی محمد فاضل صاحب نوالہ ضلع ملتان عہ مدرسہ

۶ - جولائی ۱۹۰۵ء

۱ - میاں محمد علی صاحب بستی دربام کملانہ عہ عید فنڈ
۲ - منشی الہ دتا مدرس مڈل سکول رام نگر گجرانوالہ ۸ر مدرسہ
۳ - منشی احمد حسن صاحب مدرس شاملی مظفر نگر ۴ر مدرسہ
۴ - سید قاضی غلام حسین صاحب ٹرزری اسسٹنٹ حصار
" ۱۲ر مدرسہ ۱۲ر یتامی فنڈ } عہ

۷ - جولائی ۱۹۰۵ء

۱ - منشی محمد اسماعیل صاحب ٹیلر ماسٹر عدن للعہ مدرسہ
۲ - منشی احمدالدین صاحب اپیل نویس گوجرانوالہ عہ مدرسہ

۸ - جولائی ۱۹۰۵ء

۱ - منشی غلام سرور صاحب گرداور ڈیرہ اسمٰعیل خان
" عہ مدرسہ چندہ جون ۱۹۰۵ء
۲ - جماعت مردان ضلع پشاور عہ مدرسہ
۳ - چودہری رستم علی صاحب انبالہ - ہ مدرسہ
۴ - جماعت کوئٹہ معرفت منشی خداداد خان صاحب رسالدار عہ مدرسہ

۹ - جولائی ۱۹۰۵ء

۱ - سید سعیدالدین صاحب موضع کوسمبی صالح پور (لنگ) ہ مدرسہ

۱۰ - جولائی ۱۹۰۵ء

۱ - میاں محمد حسین صاحب (اعوان دھیال) نمبردار }
برم حیت پور ہے مدرسہ چندہ سال ۱۹۰۵ء }
۲ - جناب زین الدین محمد ابراہیم صاحب بمبئی عہ مدرسہ
۳ - منشی عبدالعزیز صاحب ٹیلر ماسٹر متھرا } میزان
ہے (ساکین فنڈ) عہ (مدرسہ) }
۴ - بابو نورالدین صاحب نقشہ نویس لائل پور عہ مدرسہ
۵ - شیخ محمد حسین صاحب لائل پور عہ مدرسہ
۶ - شیخ خدابخش صاحب لائل پور عہ مدرسہ
۷ - میاں محمد حسین صاحب لائل پور عہ مدرسہ
۸ - جناب سردار احمد صاحب لائل پور عہ مدرسہ
۹ - جماعت لاہور میزان عہ مدرسہ چندہ اپریل
" " " عہ مسکین فنڈ

۱۱ - جولائی ۱۹۰۵ء

جنت بیبی حرم مولوی سکندر علی صاحب احمدی مدرس قادیان ہے

۱۲ - جولائی ۱۹۰۵ء

۱ - میاں عبدالرحمان طالب علم قادیان بیشل کلاس ۸ر مسکین فنڈ
۲ - میاں نظام الدین درزی احمدی جہلمی از افریقہ (للعہ) میزان عہ مسکین فنڈ
۳ - میاں امیراللہ صاحب موضع اسماعیلہ ضلع پشاور عہ مدرسہ
۴ - جماعت پشاور معرفت مولوی غلام حسن صاحب ہ مدرسہ

۱۳ - جولائی ۱۹۰۵ء

۱ - ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اسسٹنٹ سرجن
" پنڈی گہیپ عہ مدرسہ چندہ جولائی ۱۹۰۵ء
۲ - سید اسد اللہ شاہ صاحب گرداور " ۴ر " "
۳ - میاں مسیح اللہ صاحب ملازم بورڈنگ قادیان ۱ر مدرسہ
۴ - منشی محمد یوسف صاحب اپیل نویس مردان ضلع پشاور ہے مدرسہ
۵ - منشی غلام محمد صاحب پہلوری شاہپور کنڈی ۴ر مدرسہ

۱۴ - جولائی ۱۹۰۵ء

۱ - منشی محمد مقبول صاحب احمدی میر منشی لکھنؤ ۸ر مدرسہ جون ۱۹۰۵ء

۱۵ - جولائی ۱۹۰۵ء

۱ - بابو غلام حسن صاحب سٹیشن ماسٹر ٹوبہ ٹیک سنگھ }
" (میزان ہے) ہے (مدرسہ) ہے (مساکین) }
۲ - جماعت احمدیہ مالیر کوٹلہ للعہ مدرسہ اپریل مئی جون ۱۹۰۵ء
۳ - جماعت کہاریاں معرفت منشی ولی داد صاحب عرائض نویس
عہ مدرسہ

عاجز اللہ داد نائب امین مدرسہ قادیان

خبروں کا گلدستہ

نارتہہ امریکہ میں مسس سی پی بہت بڑا اور مشہور دریا ہے ۱۲ - جون سے اس میں بڑے زور سے طوفان آنا شروع ہوا ہے - سینکڑوں انسانوں اور ہزاروں جانوروں کی جانیں ضائع ہو چکی ہیں - دریا کا پاٹ پہلے دو میل تہا اب بڑہتے بڑہتے ۸ میل تک ہو گیا ہے مقام کیکوک کی ریل بالکل غرق ہو چکی ہے تقریباً ۶۰ لاکھ روپیہ کا نقصان ہو چکا ہے لیکن دریا بجائے گھٹنے کے روز بروز بڑہتا جاتا ہے - اہل امریکہ بہت پریشان ہیں - خداوند کریم یہی دعا ہے کہ وہ جلد اہل امریکہ کو اس طوفان سے نجات دلائے - ورنہ ان کو لینے کے دینے پڑ جائینگے -

روس میں جو ایک جدید اسلامی کالج وہاں کے مسلمانوں کی کوشش سے قایم ہوا ہے اسمیں عربی - ترکی تاتاری اور روسی زبانیں پڑہائی جاتی ہیں اور علوم و فنون جدیدہ کے علاوہ مذہبی تعلیم بہی ہوتی ہے - مگر پہر بہی روسی گورنمنٹ کیطرف سے بعض ایسے مضامین لازمی قرار دئے گئے ہیں جو محض اداصلی تعلیم میں حارج ہونگے -

الہ آباد میں ایک محفل میلاد کے موقع پر منشی کندن لال صاحب نے انتظام و مصارف میں خاص حصہ لیا - علاوہ ان کے اور بہی اہل ہنود اور یورپین صاحب شریک تہے -

امرتا بازار پتر کا نے ۳۰ مئی کو میجک پلز (جادو کی گولیاں) کا ایک اشتہار شائع کیا جسپر کمشنر پولیس نے اعتراض کیا مشتہر اور چہاپنے والا دونوں عدالت میں طلب کئے گئے جنہوں نے معافی مانگی اور آیندہ اُس اشتہار کی اشاعت سے انکار کیا - لہذا معاملہ رفع دفع ہو گیا -

گورنمنٹ مصر نے یہ جدید فرمان صادر کیا ہے کہ جس شخص کا کتا دیوانہ ہو جائے اسکو اسی دن اپنے قریب کے تہانہ میں رپورٹ کرنا چاہیے - یہ رپورٹ مالک سگ یا وٹرنیری ملازم جو اسکے علاج کو بلایا جاوے اسی روز تہانہ میں کرے - اگر نہ کریگا تو ایک سو قرش تک جرمانہ کا سزایاب ہوگا - کتے کا مالک ذمہ وار ہے کہ کتے کو لوگوں اور جانوروں کے کاٹنے سے الگ رکہے - یا اسی روز قتل کردیوے - اگر ایسا نہ کرے تو پولیس کو دست اندازی کا اختیار ہوگا جن جن لوگوں نے کتے رکہے ہوئے ہیں انکو حکم سنایا گیا ہے کہ ہر ایک اپنے کتے کے گلے میں ایک ایسا لوہے کا پٹہ ڈالے جسپر کتے کے مالک اور اوسکے محلہ کا نام منقوش ہو -

حکومت فرانس نے شہر الجزائر میں اسلامی ممالک کی فنی مصنوعات کی نمائش قایم کی ہے - وہ آثار قدیمہ جن سے سلاطین ماضیہ کے تاریخی حالات معلوم ہوتے ہیں اس نمائش میں پیش کئے جائینگے - یہ نمائش عنقریب کہولی جائیگی -

بعلبک میں جرمن کمپنی آثار قدیمہ نے جو کہ ہم آثار کہود کر نکالے ہیں اُنسے قدیمی عبادت گاہوں کے تاریخی حالات عجیب عجیب معلوم ہوئے ہیں - اور سیو نولنس عور نیجر آثار قدیمہ نے ایک ضخیم کتاب انکے تاریخی حالات میں لکہی ہے جو فرانس میں چہپکر شائع ہو چکی ہے - اس کتاب میں نہایت مفید معلومات بعلبک کی تاریخ پر لکہے گئے ہیں - خصوصاً شہر ہلیو پولیس قدیم اور شاہ انطوان کے اُس شاہی محل کے حالات جو ایک بے نظیر مقام تہا - اور نیز عبادت گاہوں کے حالات جو قدیم زمانہ میں نہایت مشہور تہے جنمیں معبد الشمس اعلےٰ درجہ کا معبد تہا -

پٹیالہ ہسپتال کے کمپونڈر نکی وردی پر ایک کراس مارک (نشان) صلیب لگایا گیا ہے جس سے پٹیالہ کی پبلک ڈاکٹر جیمس سول سرجن کے خلاف ہو گئی ہے -

لنڈی کوتل میں امسال سخت گرمی پڑی ۱۳ کو کسیقدر بارش ہوئی - جس سے مقیاس الحرارت ۹۶ ڈگری سے گر کر ۷۶ ڈگری پر آگیا - ایک قافلہ کے ۴ - آدمی شدت گرمی سے مر گئے -

کالیکٹ کے ایک پادری صاحب نے ایک انگریز پر اسلئے دعوےٰ کردیا کہ اس کی شادی کے باجے نے پادری صاحب کی نماز میں خلل ڈالا تہا -

آسام سے مولوی نذیرالدین احمد جاپان کو ریشم بافی اور دیا سلائی بنانے کی تعلیم حاصل کرنے کے لئے جاتے ہیں -

شاہ کابل نے جو سامان برقی روشنی کا منگایا تہا - وہ ۹ جولائی کو لنڈی کوتل سے معہ انجنیر اور ایک انجن کے روانہ کابل ہو گیا -

ہائیکورٹ بمبئی نے فیصلہ کیا ہے کہ جو وصیت کسی مسلمان نے لکہی ہو اوسپر گواہوں کی شہادت کی ضرورت نہیں خواہ نویسندہ کسی ایسی قوم کا ہی فرد کیوں نہو جو بجائے شریعت کی رواج کی پابند اور ہندو قانون وراثت کی تابع ہو - کسی انگریزی عدالت کے فیصلہ یا اسلامی شریعت دونوں رو سے شہادت ضروری نہیں عیسائی اور ہنود کی وصیت پر گواہوں کا ہونا ضروری ہے ورنہ وصیت بیکار سمجہی جائیگی -

ہندوستان سے جو خطوط وغیرہ سیستان یا علاقہ فارس میں بہیجے جائینگے اون کا محصول حسب ذیل ہوگا خطوط وزنی نصف اونس (۱/۴ ۱ تولہ) پر ۲ آنہ پوسٹ کارڈ پر ۱ چہپے ہوئے کاغذ جن میں اخبارات و کتب بہی شامل ہیں فی دو اونس (۵ تولہ) پر نصف آنہ محصول ادا کرنا ہوگا -

حضور وائسرائے کی لیجسلیٹو کونسل میں ایک بل پیش ہوا ہے جسکی رو سے ہندوستان میں نکل سکو کا رائج کیا جاسکے گا -

اسلامی دنیا

مدینۃ الجزائر سے مشرق کی جانب بلاد القبائل کے نام سے مشہور ایک علاقہ ہے یہاں سلسلہ دار پہاڑیاں دور تک چلی گئی ہیں جن میں سے بعض بہت بلند ہیں یعنی تین چار ہزار میٹر تک ان پہاڑیوں پر ایام سرما و گرما میں ہمیشہ برف جمی رہتی ہے پہاڑی راستے نہایت تنگ ہیں۔ کوئی شخص بغیر دشواری کے ہرگز گذر نہیں سکتا اسواسطے وہاں کے رہنے والے کسی کے محکوم نہیں ہو سکتے اور انہیں کسی دشمن کا خوف نہیں کیونکہ دشمن وہاں جاکر کسی زمانہ میں سکونت نہیں کر سکتا۔ مورخین کا اسبات پر اتفاق ہے کہ وہ قومیں شمالی افریقہ سے آئی تہیں۔ ان کی طبیعتیں ہمیشہ سے بوجہ آزاد و غیر محکوم ہونیکے اپنی قدیم دلیری و عظمت بزرگانہ سے کچھ بھی متغیر نہیں ہوئیں۔ تمام لوگ اعلےٰ درجہ کے نیک بخت مسلمان ہیں کوئی شخص انمیں غیر مذہب کا نہیں ہے تمام لوگ مع اہل و عیال نماز کے پابند اور شریعت اسلام کے فدائی ہیں۔ ان میں بڑے بڑے فاضل اور زبردست فقیہ موجود ہیں جن کے کہنے پر یہ لوگ جان تک دینے کو طیار ہو جاتے ہیں ان کی اپنی ایک خاص زبان ہے جو لکھنے میں استعمال نہیں کرتے۔ اور تحریری معاملات مثل خط کتابت وغیرہ میں عربی سے کام لیتے ہیں۔ اس علاقہ کے لوگ نہایت زبردست اور دلیر ہوتے ہیں چنانچہ ان کی بہادری کی یہ اعلےٰ دلیل ہے کہ فرانس کے ساتھ وہ چوتھائی صدی برابر لڑتے رہے اور ۱۸۵۶ء سے پہلے انہوں نے فرانس کا ناک میں دم کر دیا تھا۔ آخر ۱۸۵۷ء میں فرانس نے ان پہاڑوں کے درمیان بڑی بھاری فوجکشی کر کے ہموار سڑکیں تیار کیں۔ اور پہاڑوں کے اوپر ایک قلعہ شاہی تیار کیا۔ جہاں فوجیں اور توپیں بسہولت تمام پہونچ سکیں مگر دولت فرانس باوجود اتنی کوشش کے ان لوگوں کا کچھ بھی نہ کر سکی اور ۱۸۷۱ء میں جبکہ فرانس کا محاربہ جرمن سے ہوا اسی سال فرانس کی لڑائی ان مسلمانوں سے بھی چھڑ گئی جو برابر دو سال تک رہی اس لڑائی میں فرانس کی بہت فوجیں قتل ہوئیں اور خزانہ کا ایک بھاری حصہ اس شدید مقابلہ میں برباد ہو گیا۔ جو تلخی فرانس کو اس محاربہ میں اٹھانی پڑی وہ آجتک نہ بھولا ہوگا لیکن۔ ان پہاڑی مسلمانوں کا استقلال پہاڑ سے بھی زیادہ مستحکم تھا جو ذرا بھی متزلزل نہ ہوا۔

یہ علاقہ نہایت زرخیز اور بڑی بھاری آمدنی کا ملک ہے لیکن جب اجنبی ملک کا کوئی مسافر وہاں جاتا ہے۔ تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہاں کوئی فرد بشر ہرگز موجود نہیں اور تمام علاقہ خالی پڑا ہے وجہ یہ کہ وہاں کے لوگ پہاڑوں کی تلیٹی یا کہو میں کہیں ایسے چھپے رہتے ہیں کہ جہانسے دکھائی نظر نہیں آتے یا پہاڑوں کی چوٹیوں پر ان کے مستحکم قلعے ہیں یا یوں سمجھو کہ ہر ایک گاؤں ایک پختہ حصار ہے جسپر کسی فاتح کو فتح کرنے کی ہمت نہیں پڑتی۔ پہاڑوں کے نچلے حصوں میں میدان وسیع ہیں جن میں نہریں جاری ہیں اور باغ لہلہاتے نظر آتے ہیں۔ میوے بکثرت پیدا ہوتے ہیں۔ بڑے بڑے کہیت دور سے دکھائی دیتے ہیں جن میں قسم قسم کے غلے پیدا ہوتے ہیں پہاڑوں کے بالائی حصوں کو درختوں نے ایسا چھپایا ہوا ہے کہ وہ دور سے کم ہی نظر آتے ہیں۔ خودرو میوے۔ انجیر۔ زیتون۔ مشمش بہت پیدا ہوتے ہیں یہ لوگ جنگ و جدال کے طبعی طور پر شایق ہیں جیسا کہ پہاڑی لوگ ہوتے ہیں برخلاف میدانی لوگوں کے کہ وہ طبعی طور پر ڈرپوک اور نئے نئے حاکموں کے محکوم ہونیکے خوگر ہوتے ہیں۔ ان لوگوں کی دلیری و شجاعت کے باعث فرانس نے ان قبائل سے اکثر جوان چن چن کر اپنی فوج کی زینت بڑہانے کو ملازم رکھے ہیں بلکہ زواف جو فرانس کے عساکر میں ایک زبردست فوج کا نام ہے اسی علاقہ کے ایک قبیلہ (زواف) کے نام سے موسوم ہو گئی ہے یہ لوگ بڑے قدآور۔ خوبصورت اور چھریرے جوان ہوتے ہیں۔ ان قوم کے بہادر جوانوں نے فرانس کے ساتھ بڑی بڑی خیرخواہیاں اور وفاداریاں کی ہیں۔ اور بڑے بڑے معرکوں میں جانیں لڑائی ہیں اب دولت فرانس کیطرف سے ان مسلمانوں کو بڑے بڑے فوجی عہدے بھی ملنے لگے ہیں اور فرانس کے دلمیں انکے ساتھ کمال محبت جوش زن ہے اگر یہ لوگ تعلیم جدیدہ سے بھی بہرہ مند ہوتے تو امید تھی کہ ان کو فوجی عہدوں کے علاوہ ملکی عہدے بھی نصیب ہوتے مگر یہ اکثر جاہل ہوتے ہیں۔

مدینۃ الجزائر کی تمام سرزمین میں دوسرے قبائل سے بلاد القبائل کے پہاڑی باشندے کیا بلحاظ تجارت کے اور کیا بہ لحاظ صنعت و حرفت کے اور کیا بلحاظ زراعت کے سربرآوردہ اور اعلےٰ درجہ کے آسودہ لوگ ہیں چنانچہ فرانس کے بڑے بڑے شہروں میں اون کی تجارت ہوتی ہے اور پایہ تخت جرمنی و انگلستان میں انکی کوٹھیاں دایوان تجارت کہلے ہیں۔ گماشتے بیٹھے ہیں۔ یورپ میں مشرقی تجارت کے نام سے مدینۃ الجزائر کے تاجروں کی مصنوعات جاکر فروخت ہوتی ہے شہر تیزی اور زواف دو بڑے شہر ہیں ان میں فرانس کیطرف سے ریلوی جاری ہے ان شہروں سے مدینۃ الجزائر ایک سو سات میل کے فاصلہ پر ہے۔

فرانس کیطرف سے پادری لوگ مسلمانوں کا لباس پہنکر اور بڑی بڑی تسبیحیں ہاتھ میں لیکر صوفیوں کے بھیس میں وہاں گئے تھے جواب ان ایک گرجا بنا کر رہتے ہیں پہاڑی مسلمان اون سے سخت متنفر ہیں کبھی کوئی ان کی طرف رخ نہیں کرتا اور نہ وہ بازار میں جاکر کہیں مسیحی وعظ کر سکتے ہیں۔ لیکن لاوارث یتیموں کو خرید کر تعلیم دینے کے بہانے سے اپنی تعلیم بھی خفیہ طور پر دیتے ہیں۔ ۲۰ سال سے آجتک مسیحی مشنریوں کو وہاں کوئی کامیابی نہیں ہوئی حکومت کی طرف سے تنخواہیں معقول پاتے ہیں اور وحشیوں کی طرح تن تنہا زندگی بسر کرتے ہیں۔ ان مسیحی مشنریوں کو آیندہ بھی مدینۃ الجزائر میں کسی کامیابی کی امید نہیں کیونکہ وہ لوگ دین اسلام میں ایسے پکے ہیں کہ کلمۃ التوحید کے خلاف کسی کی زبان سے ایک کلمہ بھی سن پاویں تو اسیوقت اسے قتل کر ڈالیں۔

(وکیل)

مسلمانان جاوہ کے حالات

۸۲۳ھ ہجری میں بلاد جاوہ کیطرف اہل اسلام سلاطین نے توجہ کی اور فتح کرنے کے بعد تمام جزیرہ کے مالک ہو گئے اور اسلامی دعوت سے اس بلاد کے لوگ کمال متاثر ہو کر مشرف باسلام ہوتے اور گیارہویں صدی تک اسلام لوگوں کے دلوں پر اپنا سکہ جما چکا تھا حتی کہ سماٹرا۔ اور بورنیو۔ اور سلیبز تک جا پہونچا جن کا صدر مقام شہر مکاسر ہے لیکن اسوقت مسلمان حاکموں کی حکومت کا اس ملک میں یہ حال تہا کہ ہر ایک شہر میں الگ بادشاہ بنا ہوا حکومت کر رہا تھا۔ یہ بڑے بڑے شہر جہاں حکومتیں قایم تہیں۔ شہر بانٹن۔ متر کو نیلس۔ بوقر۔ شانخور۔ باندوگ۔ قاروت۔ جوگجہ۔ سوراکرتہ۔ سرابایا۔ سرماراگ۔ بیکلونگن۔ تیگال تھے۔ یہ بارہ شہر گویا مسلمانوں کی بارہ حکومتیں تہیں۔ جو اب اون کے ہاتھ سے جاتی رہی ہیں صرف سوراکرتہ اور جوگجہ میں مسلمانوں کی کسی قدر حکومت باقی ہے۔ اور سب ممالک گورنمنٹ ہالینڈ کے ماتحت ہیں۔ ان دو شہروں میں بھی مسلمانوں کی برائے نام حکومت ہے۔ یہاں کے لوگ ہالینڈ کے سوا کسی کو اپنا بادشاہ نہیں سمجھتے۔ آج کل اہل جاوہ کا یہ حال ہے کہ مسلمان تو کہلاتے ہیں مگر دین اسلام کی اون کو کوئی بات معلوم نہیں گورنمنٹ ہالینڈ کیطرف سے انپر ہر وقت ظلم ہوتے رہتے ہیں۔ اور وہ بیچارے مظلوم صبر و تحمل کر برداشت کرتے ہیں۔ عرب کے لوگ جو اواخر ۱۲۰۰ھ ہجری میں یہاں جاکر آباد ہوئے۔ اکثر تجارت پیشہ ہیں علاقہ سماٹرا اور خونتیاک میں اور جیلا کے قریب کی بستیوں میں بکثرت رہتے ہیں۔ ان کی عادات بھی جاوہ کے لوگوں سے ملتی جلتی ہیں۔ اسکا سبب مدت سے علم و تعلیم کا چھوٹ جانا اور حکومت ہالینڈ کے زیر اثر رہنا ہے پھر بھی ٹوٹی پھوٹی عربی بول سکتے اور لکھ پڑھ لیتے ہیں۔ آجکل گورنمنٹ ہالینڈ کیطرف سے اسلام کے برخلاف مدارس قایم ہوئے ہیں۔ جنکے قایم کرنیکا اصلی مقصد اہل جاوہ کو اسلام کی محبت سے برگشتہ کرنا اور عیسائی مذہب کیطرف رغبت دلانا ہے۔ چنانچہ انکے بچوں کو تعلیم عربی سے بلکہ سادہ کلام اللہ پڑھنے سے بھی روکا گیا ہے۔ یہ ظلم اس حد تک پہونچا ہے کہ جاوہ کے لوگوں کو عربی لوگوں سے ملنے تک کا حکم نہیں۔ اگرچہ اہل عرب بھی وہاں کے بالکل جاہل ہیں۔ لیکن انتہا ہے کہ کلام اللہ کی دو چار سورتیں انمیں سے کسی کسی کو یاد ہونگی۔ نماز کوئی کوئی پڑھتا ہوگا یوروپینوں نے انکو بڑا دیندار اور قایم علی الدین سمجھا ہوا ہے۔ جاوہ کے لوگوں سے انکو ملنے نہیں دیتے۔ کہ یہ دین اسلام کی انکو تعلیم دینگے۔ عربی کی کتاب سیکھنا جرم عظیم قرار دیا گیا ہے۔ اس سے بڑھکر اور کیا دل دکھانیوالی مصیبت ہوگی۔ کہ پہلے جاوہ کے لوگ مولود شریف پر جمع ہو کر عربوں سے کلام اللہ سنتے اور وعظ و نصیحت کی مجلس قایم کرتے تھے۔ اسپر حکومت کیطرف سے انکے لئے بڑی بڑی سخت سزائیں مقرر کی گئیں۔ اسلامی کتابیں چھین کر جلائی جاتی ہیں جس کے پاس سے کوئی کتاب مسائل دین کی نکلے وہ مجرم قرار دیا جاتا ہے۔

ان کے اہل علم باوجود ان عظیم خطرات کے دین اسلام کی تعلیم میں کوشش کرتے تھے۔ اس خناس گورنمنٹ نے اکثر علماء کو گرفتار کر کے جیل میں ٹھونک دیا۔ اور بہتوں کو ملک بدر کر دیا۔ اسقدر متعصب گورنمنٹ روئے زمین پر کم ہوگی جس نے ملک سے سادات عظام و علماء اکرام اہل اسلام کی بیخ اوکھاڑ دی ہے۔ سو ان گذشتہ حالات سے آیندہ حالات کو قیاس کر لینا چاہئے کہ وہاں آنے والی نسلوں میں اسلام کب رہ سکے گا؟

جزیرہ سماٹرا کے تاریخی حالات یہ ہیں کہ خلافت عباسیہ کے وقت شہر آسیہ میں ایک جنگجو بہادر جوہان شاہ نام تین ہزار نبرد آزما لیکر اس جزیرہ پر چڑھ آیا اور فتح پا کر وہاں حکومت قایم کی جو ابتک چلی آتی ہے مسلمان امیر اس امارت پر جانشین ہوتے آئے اب پچیس برس سے ہالینڈ کی حکومت نے ان مسلمانوں سے جنگ شروع کر رکھی ہے اس جنگ کا باعث سونیکی کان کا لالچ ہے جو مسلمانوں کے قبضہ میں ہے لیکن خدا تعالیٰ کی تائید سے ابتک اس سلطنت نے مسلمانوں پر فتح نہیں پائی تمام جزیرہ سوماٹرا مسلمانوں کے قبضہ میں ہے۔ اس جزیرہ کے علاوہ تین جزیرہ اور بھی اسلامی حکومت کے ماتحت ہیں جن میں کان الماس و زمرد اور بڑے قیمتی جواہرات برآمد ہوتے ہیں۔ اور سونیکی کان بڑی وسیع ہے۔ یہاں کے مسلمان ان معدنوں کے سبب سے نہایت مرفہ الحال ہیں کوئلہ کی کان اور مٹی کے تیل کی کان بھی اس جزیرہ کے پہاڑوں میں ہے۔ گورنمنٹ ہالینڈ ان جزائر کے گرد و نواح میں چند سواحل پر قابض ہے۔ جیسے باداناگ۔ قلیبانگ۔ جانبی۔ ٹیلی۔ ان شہروں پر بھی ایک مسلمان امیر حکومت ہالینڈ کیطرف سے متعین ہے اور جزیرہ سلیبز کبھی ہالینڈ کے ماتحت نہیں ہوا مگر مکاسر اسکے قبضہ میں ہے اور تمام مشرقی جزائر آسٹریلیا کے قریب ہیں سب ہالینڈ کے تابع ہیں۔ تھوڑا سا علاقہ پرتگیزوں کے قبضہ میں بھی ہے اور جزیرہ بورنیو میں کچھ قبضہ سرکار انگریزی بھی ہے جہانسے قلعی۔ چاندی۔ الماس۔ اور کوئلہ کی کانیں برآمد ہوئی ہیں۔ حکومت ہالینڈ کے قوانین گرگٹ کی طرح رنگ بدلتے رہتے ہیں اسی سال روانکی ابتدا میں عربوں اور چینی تاجروں کی راہداری میں کچھ تخفیف کی تہی۔ اور ابھی اس قانون مشتہرہ کو بدل ڈالا اور مسافروں کی راہداری گران کر دی۔ تاجروں پر بھاری ٹیکس لگا دیا۔ ہالینڈ کا موجودہ حاکم نہایت جابر و طامع ہے۔ ہر سال ٹیکس اور محصول زیادہ کیا جاتا ہے چنانچہ سالہائے گذشتہ کی نسبت امسال چوگنا محصول بڑہا دیا ہے۔ سال روان کی ابتدا میں مسافروں کی راہداری پانچ روپیہ پر ملتی تھی اب دس روپیہ کر دی ہے اور درخواست کا محرر بھی ایک روپیہ لیتا ہے اسی طرح دوسرے ظلم جن کا شمار نہیں ہو سکتا اس حکومت میں مسافروں پر ہوتے ہیں۔

(وکیل)

تفسیر القرآن من مسیح الزمان

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

الحمد للہ رب العلمین۔ الرحمٰن۔ الرحیم۔ ملک یوم الدین۔ ایاک نعبد و ایاک نستعین۔ اھدنا الصراط المستقیم۔ صراط الذین انعمت علیھم۔ غیر المغضوب علیھم ولا الضالین۔ آمین۔

ترجمہ۔ حمد اور استت اور ثنا اس بڑے رب کیلئے خاص ہے جس کا نام اللہ ہے جو رب العالمین ہے۔ اور رحمان العلمین ہے۔ اور رحیم العلمین ہے۔ اور مالک جمیع عالم یوم الدین ہے یعنی یہ مرتبہ پرستش کا خدا کے لئے مخصوص ہے کہ اسکی ربوبیت اور رحمانیت اور رحیمیت اور جزا سزا کے لئے مالکیت ایک عالم اور ایک رنگ میں محدود نہیں بلکہ یہ صفات اسکی بے انتہا رنگوں میں ظاہر ہوتی ہیں کوئی انکا انتہا نہیں پا سکتا اور آسمان اور سورج وغیرہ کی ربوبیتیں یعنے پرورشیں ایک خاص رنگ۔ اور ایک خاص قسم میں محدود ہیں اور اس لیے تنگ دائرہ سے آگے نہیں نکلتیں اسلئے ایسی چیزیں پرستش کے لائق نہیں۔ علاوہ اس کے ان کے یہ افعال بالارادہ نہیں بلکہ ان سب کے نیچے الٰہی طاقت کام کر رہی ہے۔ پھر فرمایا کہ اے وہ سچے رب کہ جو بے انتہا رنگوں میں اپنے یہ صفات ظاہر کرتا ہے پرستش کے لائق تو ہی ہے اور سورج چاند وغیرہ پرستش کے لائق نہیں ہیں اسیطرح دوسرے مقام پر فرمایا۔ لاتسجدوا للشمس ولا للقمر واسجدوا للہ الذی خلقھن یعنے سورج کو سجدہ کرو نہ چاند کو بلکہ اُس خدا کو سجدہ کرو جس نے یہ تمام چیزیں سورج چاند آسمان۔ آگ۔ پانی وغیرہ کی ہیں۔ چاند اور سورج کا ذکر کرکے پھر بعد اس کے جمع کا صیغہ بیان کرنا اس غرض سے ہے کہ یہ کل چیزیں جنکی غیر قومیں پرستش کرتی ہیں تم ہرگز انکی پرستش مت کرو۔ پھر اس سورۃ میں یعنے سورۃ فاتحہ میں اس بات کا جواب ہے کہ جب آکاش اور سورج اور چاند اور آگ اور پانی وغیرہ کی پرستش سے منع کیا گیا تو پھر کونسا فائدہ اللہ کی پرستش میں ہے کہ جو ان چیزوں کی پرستش میں نہیں تو دعا کے پیرایہ میں اس کا جواب دیا گیا کہ وہ خدا ظاہری اور باطنی نعمتیں عطا کرتا ہے اور اپنے تئیں آپ اپنے بندوں پر ظاہر کرتا ہے انسان صرف اپنی عقل سے اسکو شناخت نہیں کرتا بلکہ وہ قادر مطلق اپنی خاص تجلی سے اور اپنی زبردست قدرتوں اور نشانوں سے اپنے تئیں شناخت کرواتا ہے وہی ہے کہ جب غضب اور قہر اس کا دنیا پر بھڑکتا ہے تو اپنے پرستار بندوں کو اس سے بچا لیتا ہے وہی ہے جو انسان کی عقل کو روشن کرکے اور اسکو اپنے پاس سے معرفت عطا کرکے گمراہی سے نجات دیتا ہے اور گمراہ ہونے نہیں دیتا۔ یہ سورۃ فاتحہ کا خلاصہ مطلب ہے جسکو پانچ وقت مسلمان نماز میں پڑھتے ہیں بلکہ دراصل اسی دعا کا نام نماز ہے اور جبتک انسان اس دعا کو درد دل کے ساتھ خدا کے حضور میں کھڑے ہو کر نہ پڑھے اور اس سے وہ عقدہ کشائی نہ چاہے جس عقدہ کشائی کے لئے یہ دعا سکھائی گئی ہے تب تک اس نے نماز نہیں پڑھی۔ اور اس نماز میں تین چیزیں سکھائی گئی ہیں۔

(۱) خدا تعالیٰ کی توحید اور اسکی صفات کی توحید تا انسان چاند۔ سورج اور دوسرے جھوٹے دیوتاؤں سے مونہہ پھیر کر صرف اسی سچے دیوتا کا ہو جاوے اور اسکی روح سے یہ آواز نکلے

ایاک نعبد و ایاک نستعین

یعنی میں تیری ہی پرستار ہوں اور تجھ سے ہی مدد چاہتا ہوں اور دوسری یہ سکھلایا گیا ہے کہ وہ اپنی دعاؤں میں اپنے بھائیوں کو شریک کرے اور اسطرح بنی نوع کا حق ادا کرے اس لئے دعا میں اھدنا کا لفظ آیا ہے جس کے یہ معنے ہیں کہ اے ہمارے خدا ہم سب لوگوں کو اپنی سیدھی راہ دکھلا۔ یہ معنے نہیں کہ مجھ کو اپنی سیدھی راہ دکھا۔ پس اس طور کی دعا سے جو جمع کے صیغہ کے ساتھ ہے بنی نوع کا حق بھی ادا ہو جاتا ہے اور تیسری اس دعا میں یہ سکھلانا مقصود ہے کہ ہماری حالت کو صرف خشک ایمان تک محدود نہ رکھ بلکہ وہ ہمیں روحانی نعمتیں عطا کر جو تو نے پہلے راستبازوں کو دی ہیں اور پھر کہا کہ یہ دعا بھی کرو کہ ہمیں ان لوگوں کی راہوں سے بچا جن کو روحانی آنکھیں عطا نہیں ہوئیں آخر انہوں نے ایسے کام کئے جن سے اسی دنیا میں غضب اُن پر نازل ہوا۔ اور یا اس دنیا میں غضب سے تو بچے مگر گمراہی کی موت سے مرے اور آخرت کے غضب میں گرفتار ہوئے خلاصہ دعا کا یہ ہے کہ جسکو خدا روحانی نعمتیں عطا نہ کرے اور دیکھنے والی آنکھیں نہ بخشے اور دل کو یقین اور معرفت سے نہ بھرے آخر وہ تباہ ہو جاتا ہے اور پھر اسکی شوخیوں اور شرارتوں کی وجہ سے اسی دنیا میں اس پر غضب پڑتا ہے کیونکہ وہ پاکوں کے حق میں بد زبانی کرتا ہے اور کتوں کیطرح زبان نکالتا ہے پس ہلاک کیا جاتا ہے جیسا کہ یہود اپنی شرارتوں اور شوخیوں کی وجہ سے ہلاک کئے گئے اور بارہا طاعون کا عذاب ان پر نازل ہوا جس نے انکی بیخکنی کر دی اور یا اگر وہ دنیا میں شوخی اور شرارت نہ کرے اور بد زبانی اور شرارت کے منصوبے میں شریک نہ ہو تو اس کے عذاب کی جگہ عالم ثانی ہے جب اس دنیا سے وہ گذر جائے گا۔

اب خلاصہ کلام یہ ہے کہ جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں یہ ممکن ہے کہ رگوید میں جو اندر اور سورج اور چاند اور آگ وغیرہ دیوتاؤں سے دعائیں مانگی گئی ہیں اس سے مراد وہ اعلیٰ طاقت حضرت احدیت ہو جو ان کے پردہ میں کام کر رہی ہے، جو سب مجازی دیوتاؤں کا دیوتا ہے کیونکہ ہم بعض جگہ قرآن شریف میں اس بات کی طرف بھی اشارہ پاتے ہیں کہ جسقدر اس عالم میں مختلف چیزیں نظام عالم کا قایم رکھنے کیلئے کام کر رہی ہیں وہ درحقیقت خدا تعالیٰ کے اسمار اور صفات کے نمونے ہیں جو مجازی رنگ میں ظاہر ہو رہے ہیں گویا اجرام فلکی اور عناصر ارضی ایک کتاب کے اوراق ہیں جن سے ہمیں خدا تعالیٰ کی صفات کے بارے میں معرفت کا سبق ملتا ہے اور عادت اللہ کا پتہ لگتا ہے مثلاً سورج چار فصلوں میں چار تغیرات دکھلاتا ہے اول تغیر موسم خریف جو موسم بہار کے مخالف ہے اس تغیر سے وہ درختوں کے آب و تاب کو ویران کرنا شروع کرتا ہے اکثر درختوں کے پتے گر جاتے ہیں اور ان کے اندر کا مادہ سیالہ جو تازگی بخش ہوتا ہے خشک ہو جاتا ہے انسانوں کے بدن پر بھی اس موسم کا یہی اثر ہوتا ہے کہ خشک اور سوداوی امراض پیدا ہوتے ہیں۔ پس اسیطرح خدا کی ایک تجلی بھی موسم خریف سے مشابہ ہے کہ ایک زمانہ انسانوں پر آتا ہے کہ اُن کے دلوں پر قبض طاری ہوتی ہے اور وجد اور دیا دالٰہی کا مادہ سیالہ جو روحانی تازگی کو بخشتا ہے وہ کم ہونا شروع ہو جاتا ہے گو کھلے کھلے معصیت اور فسق کا دور ابھی نہیں آتا مگر انس الٰہی کا جوش جاتا رہتا ہے اور دلوں پر افسردگی اور مردگی اور جمود طبع اور قبض غالب ہو جاتا ہے اور لذت اور ذوق شوق الٰہی باقی نہیں رہتا اور یہ زمانہ ایسا ہوتا ہے کہ گویا اس کو کلجگ کا پیش خیمہ کہنا چاہیے

پھر دوسرا زمانہ جو بذریعہ سورج کے خریف کے بعد ظاہر ہوتا ہے وہ موسم سرما کا زمانہ ہے جب کہ آفتاب اپنی دوری کی وجہ سے شدت برودت ظاہر کرتا ہے سو اسی طرح اُس آفتاب حقیقی کے جس کا نام خدا ہے ایک تجلی ہے جو جاڑے سے مشابہت رکھتی ہے یہ اس وقت ہوتا ہے جب کہ خدا کی محبت دلوں سے بکلی ٹھنڈی ہو جاتی ہے اور انسانی طبیعتیں اس کو چھوڑ دیتی ہیں اور بجائے اس کے ہر ایک شخص نفس اور شہوات کی راہ کو پسند کرتا ہے اور شراب خواری۔ قمار بازی۔ زناکاری اور جھوٹ فریب۔ دغا۔ بد زبانی۔ تکبر۔ دنیا پرستی چوری۔ خیانت۔ خونریزی۔ ٹھٹھا ہنسی اور ہر ایک قسم کا پلید کام دنیا میں پھیل جاتا ہے اور تمام لیاقتیں زبان کی چالاکیوں سے آزمائی جاتی ہیں اور جو شخص ایسے طریقوں سے اپنی چالاکیاں دکھلاتا ہے وہ بڑا لایق سمجھا جاتا ہے اور بڑی عزت سے دیکھا جاتا ہے اور اگر مر بھی جائے تو اس کی یادگاریں قایم ہوتی ہیں۔ ایسا ہی زمین سنسان پڑی ہوئی ہوتی ہے شاذ و نادر کے طور پر کوئی زمین پر ہوتا ہے جو پاک دل اور پاک زبان اور پاک خیال اور خدا سے ڈرنے والا اور معرفت کے پاک پانی سے سیراب ہونے والا ہو یہ موسم ایسا ہے کہ گویا اسکو کلجگ کہہ سکتے ہیں کیونکہ اس میں نیکی کا کال اور بدی کا اقبال ہوتا ہے اور زمین پاپ اور گناہ سے بھر جاتی ہے

پھر دوسرا زمانہ جو سورج اپنے تغیرات سے جاڑے کے بعد ظاہر کرتا ہے وہ ربیع کا زمانہ ہے یہ وہ زمانہ ہے جب کہ مردہ پودے نئے سرے سے زندہ کئے جاتے ہیں اور نباتات کا خشک شدہ خون نئے سرے پیدا کیا جاتا ہے سو اسی طرح وہ آفتاب حقیقی ہے ایک بہاری تجلی اپنی جو موسم بہار کو دکھائی ہے دنیا پر ظاہر کرتا ہے تب زمین کے زندہ کرنے کے لئے ایک نیا پانی آسمان سے نازل ہوتا ہے اور وہ پانی اس طرح اترتا ہے ....
....

کہ خدا تعالیٰ اپنے بندوں میں سے کسی کو منتخب کرکے اس کے دل کو اُس پانی کا ایک بہار بنا لیتا ہے تب وہ پانی اُس پاک دل میں سے خدا تعالیٰ کے اذن سے نکلتا رہتا ہے اور اُن خشک پودوں پر پڑتا ہے جن کو غریب کی بادِ صرصر نے تباہ اور خراب کر دیا تھا اور انہیں معرفت الٰہی کے نئے پتے پیدا کرتا ہے اور ذوق شوق کے پھول انہیں نمایاں کر دیتا ہے اور آخر انسانی شاخوں کو نیک اعمال کے پھلوں سے بہرہ دیتا ہے۔

پھر تیسرا زمانہ جو زمانہ بہار کے بعد سورج دکھلاتا ظاہر کرتا ہے وہ **صیف** کا زمانہ ہے جو موسم گرما کا زمانہ کہلاتا ہے اور موسم گرما میں سورج اُن پھلوں کو پکا دیتا ہے جو بہار کے موسم میں ابھی کچے تھے۔ پس اسیطرح خدا کی تجلی کے لئے بھی ایک موسم صیف یعنے موسم گرما آتا ہے یہ وہ موسم ہوتا ہے جبکہ بہار کے دنوں سے ترقی کرکے انسانی پاک طبیعتیں خدا تعالیٰ کی یاد میں اور اسکی محبت میں گرم ہوتی ہیں اور طبیعتوں میں ذکر الٰہی کے لئے جوش پیدا ہوتے ہیں اور ترقیات کمال کو پہنچتی ہیں اور یہ زمانہ پورے معنے سے **سَت جُگ** کا زمانہ ہوتا ہے۔ تب اکثر لوگ درحقیقت خدا تعالیٰ کی مرضی کے موافق چلتے ہیں اور اسکی خواہشوں کو اپنی خواہشیں بناتے ہیں۔

اب ظاہر ہے کہ سورج کے ان چار تغیر کے مقابل خدا تعالیٰ کے بھی چار تغیر پائے جاتے ہیں پس اسمیں **کلام** کی جگہ نہیں کہ جو کچھ اجرام فلکی اور عناصر میں جسمانی اور فانی طور پر صفات پائی جاتی ہیں وہ روحانی اور ابدی طور پر خدا تعالیٰ میں **موجود** ہیں۔ اور خدا تعالیٰ نے یہ بھی ہمیں کھول دیا ہے کہ سورج وغیرہ **بذات خود** کچھ چیز نہیں ہیں یہ اسی کی **طاقت زبردست** ہے جو **پردہ** میں ہر ایک کام کر رہی ہے **وہی** ہے جو چاند کو پردہ پوش اپنی ذات کا بنا کر اندھیری راتوں کو روشنی بخشتا ہے جیسا کہ وہ تاریک دلوں میں **خود** داخل ہو کر انکو منور کر دیتا ہے اور آپ انسان کے اندر بولتا ہے **وہی ہے** جو اپنی طاقتوں پر سورج کا پردہ ڈالکر دن کو ایک عظیم الشان روشنی کا **مظہر** بنا دیتا ہے اور مختلف فصلوں میں مختلف اپنے کام ظاہر کرتا ہے اُسی کی طاقت آسمان سے برستی ہے جو مینہ کہلاتی ہے اور خشک زمین کو سرسبز کر دیتی ہے اور پیاسوں کو سیراب کر دیتی ہے **اسی** کی طاقت آگ میں ہو کر جلاتی ہے اور ہوا میں ہو کر دَم کو تازہ کرتی اور پھولوں کو شگفتہ کرتی اور بادلوں کو اٹھاتی اور آواز کو کانوں تک پہنچاتی ہے یہ اُسی کی طاقت ہے کہ زمین کی شکل میں مجسم ہو کر نوع انسان اور حیوانات کو اپنی پشت پر اٹھا رہی ہے مگر کیا یہ چیزیں خدا ہیں؟ نہیں بلکہ **مخلوق** مگر ان کے اجرام میں خدا کی طاقت ایسے طور سے پیوست ہو رہی ہے کہ جیسے قلم کے ساتھ ہاتھ ملا ہوا ہے اگرچہ ہم کہہ سکتے ہیں کہ قلم لکھتی ہے مگر قلم نہیں لکھتی بلکہ ہاتھ لکھتا ہے یا مثلاً ایک لوہے کا ٹکڑہ جو آگ میں پڑ کر آگ کی شکل بن گیا ہے ہم کہہ سکتے ہیں کہ وہ جلاتا ہے اور روشنی بھی دیتا ہے مگر دراصل وہ صفات اسکی نہیں بلکہ آگ کی ہیں اسیطرح تحقیق کی نظر سے یہ بھی سچ ہے کہ جسقدر اجرام فلکی و عناصر ارضی بلکہ ذرہ ذرہ عالم سفلی اور علوی کا مشہود اور محسوس ہے یہ سب باعتبار اپنی مختلف خاصیتوں کے جو اُنمیں پائی جاتی ہیں خدا کے نام ہیں اور خدا کی صفات ہیں اور خدا کی طاقت ہے جو ان کے اندر پوشیدہ طور پر جلوہ گر ہے اور یہ سب ابتدا میں اسی کے کلمے تھے جو اسکی قدرت نے انکو مختلف رنگوں میں ظاہر کر دیا۔ نادان سوال کریگا کہ خدا کے کلمے کیونکر مجسم ہوئے کیا خدا انکی علیحدہ ہونے سے کم ہو گیا مگر اسکو سوچنا چاہیئے کہ آفتاب سے جو ایک آتشی شیشہ* آگ حاصل کرتی ہے وہ آگ کچھ آفتاب میں سے کم نہیں کرتی۔ ایسا ہی جو کچھ چاند کی تاثیر سے پھلوں میں فربہی آتی ہے وہ چاند کو دبلا نہیں کر دیتی۔ یہی خدا کی معرفت کا ایک بھید اور تمام نظام روحانی کا مرکز ہے کہ خدا کے کلمات سے ہی دنیا کی پیدائش ہے جبکہ یہ بات طے ہو چکی اور خود قرآن شریف نے یہ علم ہمیں عطا کیا تو پھر میرے نزدیک ممکن ہے کہ وید نے جو کچھ آگ کی تعریف کی یا ہوا کی تعریف کی یا سورج کی مہما اور اُستت کی اس کا بھی یہی مقصد ہو گا کہ الٰہی طاقت ایسے شدید تعلق سے اُن کے اندر کام کر رہی ہے کہ درحقیقت اس کے مقابل وہ سب **اجرام بطور چھلکے** کے ہیں اور وہ **مغز** ہے اور سب صفات اسی کیطرف رجوع کرتی ہیں اسلئے اس کا نام آگ رکھنا چاہیئے اور اسی کا نام پانی اور اسی کا نام ہوا کیونکہ ان کے فعل انکے فعل نہیں بلکہ یہ سب اُس کے فعل ہیں اور انکی طاقتیں نہیں بلکہ یہ سب اسکی طاقتیں ہیں جیسا کہ سورۃ فاتحہ کی اس آیت میں کہ الحمد للہ رب العالمین اسی کی طرف اشارہ ہے یعنے مختلف رنگوں اور پیرایوں اور عالموں میں جو دنیا کا نظام قائم رکھنے کے لئے زمین آسمان کی چیزیں کام کر رہی ہیں یہ وہ نہیں کام کرتیں بلکہ خدا کی طاقت ان کے نیچے کام کر رہی ہے جیسا کہ دوسری آیت میں بھی فرمایا صَرحٌ مُمَرَّدٌ مِنْ قَوَارِیْر یعنے دنیا ایک **شیش محل** ہے جس کے شیشوں کے نیچے زور سے پانی چل رہا ہے اور نادان سمجھتا ہے کہ یہی شیشے پانی ہیں حالانکہ پانی ان کے نیچے ہے۔ اور جیسا کہ قرآن شریف میں ایک تیسری جگہ بھی فرمایا۔ وحملناھم فی البر والبحر یعنے یہ خیال مت کرو کہ زمین تمہیں اٹھاتی ہے یا کشتیاں دریا میں تمہیں اٹھاتی ہیں بلکہ ہم خود تمہیں اٹھا رہے ہیں۔

(باقی آئندہ)

حاشیہ* آریہ صاحبان کا یہ عقیدہ ہے کہ پرمیشر نے زمین اور آسمان کی کسی چیز کو پیدا نہیں کیا صرف موجودہ چیزوں کو جو قدیم سے تھیں باہم جوڑا ہے جیسا کہ جیو جو قدیم ہیں اور انادی ہیں اور پرمانو یا پرکرتی جو اجسام کے چھوٹے چھوٹے حصے ہیں وہ قدیم اور انادی ہیں۔ مگر ہم ایسے اعتقاد کیوجہ سے اسقدر آریہ صاحبوں پر غصہ نہیں کرتے جسقدر ہمیں انکی بدنصیبی پر رحم آتا ہے کیونکہ جبکہ انہوں نے خدا تعالیٰ کی قدرت ایجاد کو شناخت نہیں کیا تو کیا شناخت کیا اور کونسا سچا اور کامل گیان انکو حاصل ہوا۔ وہ خدا جس نے اسقدر بڑے بڑے اجرام آسمان میں پیدا کئے جیسے سورج اور چاند اور اسقدر ستارے پیدا کئے جنکا اب تک انسانوں کو پتہ نہیں لگا۔ **بقیہ حاشیہ کالم ۲** کیا وہ پیدا کرنے میں کسی مادہ کا محتاج تھا۔ جب میں ان بڑے بڑے اجرام کو دیکھتا ہوں اور انکی عظمت اور عجائبات پر غور کرتا ہوں اور دیکھتا ہوں کہ صرف ارادہ الٰہی سے اور اسکے اشارہ سے ہی سب کچھ ہو گیا تو میری روح بے اختیار بول اٹھتی ہے کہ اے ہمارے قادر خدا تو کیا ہی بزرگ قدرتوں والا ہے تیرے کام کیسے عجیب اور وراء العقل ہیں۔ نادان ہے وہ جو تیری قدرتوں سے انکار کرے اور احمق ہے وہ جو تیری نسبت یہ اعتراض پیش کرے کہ اس نے ان چیزوں کو کس مادہ سے بنایا۔ افسوس کہ آریہ صاحبان یہ نہیں خیال کرتے کہ اگر خدا کو مخلوق کی بنانے میں انسانی اسباب کی پابندی ضروری ہے تو پھر وہ جیسے بغیر مادہ کے کچھ بنا نہیں سکتا ویسا ہی وہ بغیر کسی کافی وقت کے کچھ بنا نہیں سکتا پس اس صورت میں جیسا کہ ہم ایک دیوار کی بنانے میں اندازہ کرتے ہیں کہ ایک معمار اتنے دنوں میں اسکو تیار کر سکتا ہے اس سے پہلے نہیں۔ ایسا ہی ہمیں یہ اندازہ کرنا پڑیگا کہ خدا کو مثلاً سورج یا چاند بنانے میں اسقدر وقت کی ضرور حاجت پڑی ہوگی اور اس سے پہلے اسکے لئے غیر ممکن ہوگا کہ کچھ بنا سکے مگر ظاہر ہے کہ خدا تعالیٰ کیلئے یہ حدیں مقرر کرنا اور کسی خاص اندازہ وقت کی طرف کسی کام کیلئے اس کو محتاج سمجھنا کفر ہے اور گو وہ اپنی مرضی سے کوئی کام جلد ی سے کرے یا دیر سے مگر وہ وقت کا محتاج نہیں۔ پس اس صورت میں وہ مادہ کا کیونکر محتاج ہو گیا۔ انسانی ضعف کیلئے جو منطق بنائی گئی ہے اس منطق سے اس کے حق میں بھی کوئی نتیجہ نکالنا اس سے زیادہ کونسی حماقت ہوگی۔ میں ہرگز یقین نہیں رکھتا کہ وید کی یہ تعلیم ہو بلکہ خاص پنڈت دیانند کے پیٹ سے یہ تعلیم نکلی ہے پنڈت صاحب نے جب دیکھا کہ بغیر روٹی کھانے کے وہ جی نہیں سکتے اور بغیر پانی کے انکی پیاس نہیں بجھتی اور بغیر مشقت اور سفر خورد کے وید نہ پڑھ سکے تو انہوں نے سمجھ لیا کہ جیسا وہ ایک چیز کی حصول کیلئے مادہ کے محتاج ہیں ایسا ہی انکا پرمیشر بھی مادہ کا محتاج ہے انسان کا قاعدہ ہے کہ وہ دوسرے کے کاموں کو اپنے نفس پر قیاس کر لیتا ہے چنانچہ بازاری عورتیں ہرگز سمجھ نہیں سکتیں کہ دنیا میں پاکدامن اور پاکدل عورتیں بھی ہوتی ہیں جسکو آنکھیں ملی ہیں وہ آنکھوں کے بعد اپنے تئیں اندھا نہیں کر سکتا اور جسکو کوئی حصہ گیان اور معرفت کا ملا ہے وہ پھر جہالت کو پسند نہیں کر سکتا ہم نے صدہا امور اپنی آنکھوں سے ایسے خارق عادت دیکھے ہیں کہ اگر ہم بعد اس کے گواہی نہ دیں کہ درحقیقت ہمارا خدا قادر مطلق ہے اور کسی مادہ کا محتاج نہیں تو ہم سخت گنہگار ہوں گے شائد چودہ سال کے قریب ہو گیا ہے یا کم زیادہ جو میں نے دیکھا تھا کہ عالم کشف میں ایک کاغذ پر میں نے بعض باتیں لکھی ہیں اس غرض سے کہ ایسے طور سے وہ ہونی چاہیئے اور میں نے دیکھا کہ میں وہ تحریر اپنے قادر خدا کے روبرو پیش کی کہ اسپر دستخط کر دیں کہ ایسا ہی ہو جائے تب پھر خدا نے ایک قلم سے ایک سرخی کی سیاہی سے جو خون کے مانند تھی اور میں خیال کرتا تھا کہ وہ خون ہی ہے اسپر دستخط اپنے کر دیئے اور دستخط سے پہلے قلم کو چھڑک دیا اور وہ چھینٹے خون کی میرے پر پڑے تب وجد اور شوق محبت سے میری آنکھ کھل گئی کہ خدا نے میرا منشا پورا کیا اور میری تحریر پر بے تامل دستخط کر دیئے۔ اسوقت میرے پاس ایک دوست موجود تھا یعنی میاں عبداللہ سنوری اُس نے شور مچایا کہ یہ قطرے سرخ کہاں سے گرے اور جیسا کہ عالم کشف میں دیکھا تھا درحقیقت خارج میں بھی وہ سرخ قطرے تر بتر میرے کرتہ پر پڑے تھے اور کچھ عبداللہ پر بھی۔ اب بتلاؤ کہ یہ تمام کشفی معاملہ تھا ظاہر میں ان خونی قطروں کا وجود کیونکر پیدا ہو گیا اور کس مادہ سے وہ خون پیدا ہوا آریہ صاحبان بجز اسکی کیا جواب دے سکتے ہیں کہ یہ قصہ جھوٹا ہے اور آپ بنا لیا ہے اور یہی قصہ میں نے سرمہ چشم آریہ میں لکھا ہے کیونکہ انہیں دنوں میں وہ کتاب تالیف ہوئی تھی اور جو کہ میں

*کوئی محبت بغیر مشاہدہ حسن یا احسان کے پیدا نہیں ہو سکتی اور کوئی گناہ بغیر خدا کی محبت اور اندیشہ انکی ناراضگی کے دور نہیں ہو سکتا۔ محبت گناہ کو ایسا جلاتی ہے جیسا کہ آگ میل کو جس کوئی کو پر درد آگ میں ڈالو کیا اسپر کوئی میل رہ سکتی ہے! مگر وہ شخص جو نہ خدا کی حسن کا قائل ہے یعنی اسکو پورا تا در نہیں جانتا اور نہ خدا کی احسان کا قائل ہے یعنی یقین نہیں رکھتا جو اسکی روح جو اسکے اندر بولتی ہے وہ خدا سے ہے وہ خاک اس پر ہمیشہ سے محبت کرے گا۔ منہ

مسیح موعود و غایۃ المقصود

مضمون نمبر ۳

(بطریق معارضہ بالقلب)

اثبات بطلان بعض عقائد فاسدہ علی حائری لاہوری علیہ ما یستحقہ کہ در ملک پنجاب اسباب ضلالت فراہم آوردہ است۔

باعث تحریر این مضمون و دیگر مضامین شخصے کشمیری الاصل اجہل الناس علیہ ما علیہ موسوم بہ علی حائری میباشد۔ حالات عجیبہ و مقالات غریبہ وے کمتر از مضحکہ صبیان و حیلے نسوان نیست خواستم کہ درین مضمون و دیگر مضامین برائے ملاحظہ احباب اطیاب و مطالعہ اصحاب انجاب بالجملہ نوشتہ باشم تا عرفا دانستہ باشند کہ از جملہ شصت کذابان کہ ذکر آنہا در حدیث نبوی صلے اللہ علیہ وسلم رفتہ است این کشمیری عجیب نمونہ میباشد کہ بحیلہ و فریب و کذب و دروغ میخواہد کہ خلق اللہ را از صراط مستقیم دور انداختہ ہمراہ جہنم ببرد۔ خدا لعنت کند گروہے را کہ فروختند دین را بدنانیر و دراہم و دست ظلم و تعدّی را نسبت بامام زمان حضرت مرزا غلام احمد صاحب رئیس قادیان و متبعانش دراز کردہ اند۔

ناظرین باید بخاطر جا دہند کہ قبل ازین دو مضمون در رد کتاب غایۃ المقصود جلد دوم مصنفہ این کشمیری علیہ ما یستحقہ در جریدہ الحکم بطبع در آمدہ بود کہ اخویم فضل چنگوی در کتاب خود نصرۃ الحق نام در پے افحام و اسکات مخالفین شد و دلائل و براہین ضعیفہ و واہیہ مخالفین را عموماً و علی حائری را خصوصاً اوھن من بیت العنکبوت باثبات رسانیدہ ناچار ارادہ تحریر جواب غایۃ المقصود را ترک گفتم و فارغ نشستم۔ مگر سپس معلوم شد کہ این کشمیری علیہ ما علیہ و مقلدانش کتاب غایۃ المقصود جلد چہارم را کتابے لاجواب پندارند و بدان فخر و مباہات آرند و چونکہ کتاب مستطاب نصرۃ الحق ہنوز مجموعاً زیور طبع نپوشیدہ است لہٰذا خواستم کہ چند اغلاط مجتہد المتشیعین را کہ در غایۃ المقصود جلد چہارم بکمال جہالت و کوتاہ نظری از وے سرزدہ درین مضمون و مضامین آیندہ بدین ناظر سازم بنا بر آن این چند سطور حوالہ قلم سازم۔ و باللہ التوفیق و علیہ التکلان۔

غایۃ المقصود منہ[1] قولہ تسلط طاعون بر ہندوستان آیا بطریق غضب اللہ مثل از منہ سابقہ بر امم انبیاء سابقہ نازل شدہ است یا بنہج امراض و آفات و بلیات متداولہ چون تپ محرقہ و زلزلہ و صاعقہ و ہیضہ و برص و جزام وغیرہا بنا بر اول مخالفت قرآن عظیم لازم آید زیرا کہ در شان رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم قرآن ناطق و صادق است وما ارسلناك الا رحمۃ للعالمین۔ یعنے اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم نفرستادیم ترا مگر رحمت برائے عالمیان و تفسیر این میکند آیہ شریفہ سورہ انفال قولہ تعالے وما کان اللہ لیعذبہم وانت فیہم یعنے اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم رسم خداوندی نیست کہ عذاب کند ایشانرا و حال آنکہ تو رحمت عالمیان میان ایشان موجود باشی پس جزا و سزا است مرحومہ این نبی رحمت را منحصر در آخرت گذاشت تا رحمت عالمیان بودن آنحضرت صلعم ثابت گردد۔

اقول۔ ایہا الناظرین! این اولین دلیلی است کہ مجتہد شیعیان در جلد چہارم غایۃ المقصود بتردید امامنا حضرت مرزا غلام احمد سلمہ اللہ وایدہ نوشتہ است پس ہرگاہ این دلیلش بآیات قرآنیہ و احادیث صحیحہ ضعیف و مردود ثابت بشود دیگر ادلہ وے را در جلد چہارم مندرج ساختہ بر آن قیاس توان کرد۔

حالا ببانگ بلند میگویم کہ مجتہد علیہ ما علیہ درین مسئلہ طریق صواب نپیمودہ بلکہ از منہج بغایت دور افتادہ۔ فی الحقیقت نزول عذاب بر منکرین و معاندین اسلام و کفار و منافقین لیام منافی رحمت نیست و تفسیر آیہ کریمہ وما کان اللہ لیعذبہم الخ نہ چنین باشد کہ مجتہد پنداشتہ ناظرین باید قرآن کریم را در دست گیرند و سورہ انفال را بنیک تلاوت فرمایند۔

قال اللہ تعالے (۱) واذ قالوا اللہم ان کان ھذا ھو الحق من عندك۔

و آنگاہ کہ گفتند بارخدایا اگر ہست این قرآن راست از نزدیک تو۔

واذ قالوا اللہم ان کان ھذا ھو الحق من عندك فامطر علینا حجارۃ من السماء او ائتنا بعذاب الیم ۝ وما کان اللہ لیعذبہم وانت فیہم ۝ وما کان اللہ معذبہم وہم یستغفرون ۝ وما لہم الا یعذبہم اللہ وہم یصدون عن المسجد الحرام وما کانوا اولیاءہ ان اولیاؤہ الا المتقون ولکن اکثرہم لا یعلمون ۝ وما کان صلاتہم عند البیت الا مکاءً وتصدیۃً فذوقوا العذاب بما کنتم تکفرون۔

ترجمہ:- و آنگاہ کہ گفتند بارخدایا اگر ہست این قرآن راست از نزدیک تو پس بر ما سنگ را از آسمان یا بیار بر ما عذاب دردناک را و نیست خدا کہ عذاب کند ایشانرا و تو میان ایشان باشی و ہرگز نیست خدا عذاب کنندہ ایشان و ایشان استغفار میکنند یعنی سنت اللہ آنست کہ تا پیغمبر درمیان قوم باشد عذاب عام نمیکند و ہمچنین تا ایشان استغفار میکنند عذاب نمے آید و چیست مر ایشانرا یعنی بعد ہجرت حضرت سید البشر از میان ایشان کہ عذاب نکند ایشان را خدا و حال آنکہ ایشان باز میدارند یعنی مردمانرا از مسجد الحرام و نیستند سزاوار آنجا۔ نیستند سزاوار آنجا مگر متقیان۔ لیکن بیشترین ایشان نمیدانند یعنی اصل استحقاق عذاب دارند لیکن بودن پیغمبر درمیان ایشان مانع بود و الحال مانع برخاست و نیست نماز ایشان نزدیک خانہ کعبہ بجز صفیر کردن و دستک زدن پس بچشید ای کافران عذاب را بسبب کافر شدن خود

از آن آیہ کریمہ ظاہر و روشن است کہ چون کفار مکہ درخواست نزول عذاب کردند خداوند فرمود کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم تا آنکہ از مکہ ہجرت نمیکند عذاب نازل نمیشود یعنی بعد ہجرت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم عذاب نازل خواہد شد چنانچہ آیہ کریمہ فذوقوا العذاب بما کنتم تکفرون۔ دلالت صریحہ دارد برین۔ پس استدلال مجتہد علیہ ما علیہ بآیہ کریمہ وما ارسلناك الا رحمۃ للعالمین و آیہ کریمہ وما کان اللہ لیعذبہم الخ بجوے نے ارزد۔ مغالطہ بیش نیست۔

علاوہ برین دیگر آیات قرآنیہ نیز بر تکذیب مجتہد المتشیعین گواہ ہستند چنانچہ خداوند کریم در پارہ دہم سورہ توبہ میفرماید۔

(۱) وبشر الذین کفروا بعذاب الیم ۝ الا الذین عاھدتم من المشرکین ثم لم ینقصوکم شیئاً ولم یظاھروا علیکم احداً فاتموا الیہم عھدھم الی مدتہم ان اللہ یحب المتقین ۝

و خبردہ کافران را بعذاب دردہندہ مگر آنانکہ بایشان عہد بستہ بودند از مشرکان باز کمی نکردند با شما از چیزے و مدد ندادند بر شما کسے را پس بوفا رسانید بسوے ایشان عہد ایشان را تا مدت ایشان ہر آئینہ خدا دوست میدارد پرہیزگارانرا۔

(۲) قاتلوھم یعذبہم اللہ بایدیکم ویخزھم وینصرکم علیہم ویشف صدور قوم مؤمنین ۝ ویذھب غیظ قلوبہم ویتوب اللہ علی من یشاء واللہ علیم حکیم ۝ پارہ دہم سورہ توبہ

ترجمہ:- جنگ کنید بایشان تا عذاب کند ایشان را خدا بدست شما و رسوا سازد ایشان را و فتح دہد شما را بر ایشان و شفا بخشد سینہای گروہ مسلمانانرا۔ و دور کند اندوہ دل ایشان را و رحمت بازگردد خدا بر ہرکہ خواہد و خدا دانا و استوار کار است۔

(۳) ثم انزل اللہ سکینتہ علی رسولہ وعلی المؤمنین وانزل جنوداً لم تروھا وعذب الذین کفروا سورہ توبہ رکوع ۴

پس فرو فرستاد خداوند سکینت بر رسول خود و بر مومنین و فرو فرستاد لشکر کہ شما بدیدند و عذاب کرد کافران را۔

(۴) یا ایہا النبی جاھد الکفار والمنفقین واغلظ علیہم وماواھم جہنم وبئس المصیر ۝ یحلفون باللہ ما قالوا ولقد قالوا کلمۃ الکفر وکفروا بعد اسلامہم وھموا بما لم ینالوا وما نقموا الا ان اغنٰہم اللہ ورسولہ من فضلہ فان یتوبوا یك خیراً لہم وان یتولوا یعذبہم اللہ عذاباً الیماً فی الدنیا والآخرۃ وما لہم فی الارض من ولی ولا نصیر ۝ سورہ توبہ رکوع ۱۰۔

ترجمہ:- اے پیغمبر جہاد کن با کافران و با منافقان و درشتی کن بر ایشان و جائے ایشان دوزخ است و وے بد جائیست سوگند میخورند بخدا کہ نگفتہ اند و ہر آئینہ گفتہ اند سخن کفر و کافر شدہ اند بعد اسلام خویش و قصد کردند آنچہ نیافتند یعنی ایذاے پیغمبر و انکار نکردند الا برآن کہ توانگر ساخت ایشانرا خدا و رسول از فضل خود پس اگر توبہ کنند بہتر باشد ایشانرا و اگر برگردند از توبہ عذاب کند ایشانرا

[1] اگر این استدلال مجتہد صحیح باشد عقیدہ رجعت کہ شیعیان بران نازکنند مغالطہ بیش نیست۔ از نجم الدین احمدی کرہلی

خدا بعذاب دردناک دہندہ در دنیا و آخرت و نیست ایشانرا در زمین ہیچ کارساز و ہیچ کارساز یاری دہندہ۔

(۵) وممن حولکم من الاعراب منٰفقون ومن اھل المدینة مردوا علی النفاق لا تعلمھم نحن نعلمھم سنعذبھم مرتین ثم یردون الی عذاب عظیم ۰ سورہ توبہ رکوع ۱۳

ترجمہ۔ واز انکہ حوالی شما از اعراب منافقند وبعض اہل مدینہ خوگر شدہ اند بنفاق تو نمیدانی ایشانرا ما میدانیم ایشانرا۔ عذاب خواہیم کرد ایشانرا دو بار یعنی درمیان مسلمانان ذلیل شوند و در اموال و اولاد آفات بہبیند باز گردانیدہ شوند بعذاب بزرگ۔

ایہا الناظرین ازین آیات کریمہ و دیگر آیات قرانیہ ظاہر و باہر است کہ نزول عذاب بر کفار و منافقین مطابق نصوص قرانیہ جایز و واقع و ثابت و متحقق است پس اعتراض مجتہد علیہ ما علیہ سراسر غلط است۔ حرف نظر ازین مصنف علیہ ما تحقہ در صفحہ ۱۲۰ و ۱۲۱ مرض طاعون را علامت حضرت امام مہدی علیہ السلام تسلیم میکند پس از مصنف بلند نظر ہمین سوال جواب طلب میباشد کہ طاعون مذکور در زمانہ حضرت امام ہمام علیہ السلام چہ طور ظاہر خواہد شد آیا بطریق نزول عذاب بر منکران حضرت امام علیہ السلام و یا امراض و آفات و بلیات متداولہ چون تپ محرقہ و زلزلہ و صاعقہ و ہیضہ و برص و جذام بصورت ثانیہ طاعون را علامتہ مہدی علیہ السلام قرار دادن چہ معنی دارد و بصورت اول اعتراض مصنف را اگر سفاہت و جہالت نگفتہ شود دیگر چہ توان گفت **قولہ** حضرت خواجہ کائنات صلے اللہ علیہ وسلم و اہل بیت اطہار ش را با وجود رسیدن اینقدر زحمت مشقات و ظلم ایشان نفرین و دعائے بد ہم در حق این است مرحومہ نکردند تا خلاف وعدۂ خدا لازم نیاید۔

اینست معنی رحمت اللعالمین بودن ایشان پس ہرگاہ بوقت ظلم کردن بجود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم و اہلبیتش نظر بوعدہ وما کان اللہ یعذبھم ایشان را خدا عذاب نکند چگونہ ممکن ہست کہ بوجہ بد گفتن تو نزول عذاب فرماید **اقول** این تحریر مجتہد عدیم النظیر ہم بکرسی تحقیق نمی نشیند بلکہ صراحتا دلالت دارد بر آنکہ مجتہد شیعان چنانچہ از کتاب و سنت بے خبر است از اصول و فروع امامیہ نیز خبری ندارد تنبیہ الغافلین و اسکات و افحام معاندین روایتی چند از اصح

اصحاح الشیعین نقل میکنم در فروع کافی مطبوعہ لکھنؤ جلد اول کتاب الجنایز بہ صفحہ ۹۹ روایتی چند از امام جعفر صادق علیہ السلام مروی است کہ دو تا روایت از آنجملہ بطریق نمونہ نقل بر داشتہ میشود چون عبد اللہ بن ابی بن سلول بمرد۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم بجنازہ او تشریف ارزانی داشتند پس عمر گفت کہ یا رسول اللہ آیا خدا ترا از ایستادن بر قبر این منافق منع نفرمودہ است رسول اللہ علیہ وسلم ہیچ نگفت عمر بار دگر گفت کہ یا رسول اللہ آیا خدا ترا از ایستادن بر قبر این منافق منع نفرمودہ است پس رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرمود کہ خرابی باد ترا تو چہ دانی کہ من چہ گفتم و چہ طور دعاء کردم۔ گفتم من بدین طور دعاء کردہ ام کہ خداوندا شکمش را با آتش پر کن و قبر او را با آتش پر کن و او را بجہنم برسان۔ روایت است عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال لما مات عبد اللہ بن ابی بن سلول حضرت النبی صلے اللہ علیہ وآلہ جنازتہ فقال عمر یا رسول اللہ علیہ وآلہ یا رسول اللہ انی قلت اللھم احش جوفہ نارا واملاء قبرہ نارا واصلہ نارا۔

روایتی دیگر نیز در ہمین صفحہ منقول ہست وھی ھذا عن ابی عبد اللہ علیہ السلام ان رجلا من المنافقین مات فخرج الحسین ابن علی صلوات اللہ علیھما یمشی معہ خلفہ مولے لہ الحسن علیہ السلام این تذھب یا فلان قال فقال لہ مولاہ افر من جنازة ھذا المنافق ان اصلی علیھا فقال لہ الحسین علیہ السلام انظر ان تقوم علی یمینی ما سمعتنی اقول فقل مثلہ فلما ان کبر علیہ ولیہ قال الحسین علیہ السلام اللہ اکبر اللھم فلان عبدک الف لعنة مؤتلفة غیر مختلفة اللھم اخز عبدک فی عبادک وبلادک واصلہ نارک واذقہ اشد عذابک فانہ کان یتولی اعدائک ویعادی اولیائک ویبغض اھلبیت نبیک۔

ترجمہ مرویست از امام جعفر صادق علیہ السلام کہ شخصے از منافقین بمرد امام حسین علیہ السلام ہمراہ جنازہ او میرفت غلامی از غلامان امام حسین علیہ السلام دو چار شد امام حسین علیہ السلام از و پرسید کہ اے فلان کہ اے فلان کجا میروی گفت از نماز جنازہ این منافق میگریزم امام فرمود نزد راست من ایستادہ شو بشنو آنچہ من بگویم تو ہم مثل آن بگو چون ولی آن میت تکبیر گفت حضرت امام حسین دعا کرد بار خدایا برین بندہ فلان خود لعنت بفرست ہزار لعنت کہ پے در پے باشد مختلف نباشد بار خدایا رسوا کن این بندہ خود را در بندگان خود و او را بجہنم برسان و او را سخت ترین عذاب خود بچشان کہ او دشمنان ترا دوست میداشت و با دوستان تو دشمنی میکرد و با اہلبیت نبی تو بغض میداشت۔

حالا ناظرین انصاف بفرمایند کہ مجتہد شیعان با این طمطراق ہمہ دانی از اصول و مبانی طایفہ خود ہم چہ قدر بیخبر است **قولہ** و بنابر ثانی این آفات و بلیات و الام و امراض و اسقام من اللہ العلام تنبیہا للخواص والعوام برائے امام مقرر و معین اند و در نزول و تسلط آنہا مصالح و حکم بے شمار باشند۔

الی قولہ پس بخیال فقیر حقیر نزول چنین ابتلا از جملہ مراحم و الطاف مقربہ الی الجنتہ و مکارم و اعطاف مبعدہ از جہنم برائے خواص و عوام است پس چنین الطاف مقربہ را عذاب و غضب اللہ نامیدن البتہ موجب غضب خداست کہ مستحقش بجز مرزائی کادیانی دیگری نمیتوانند شد اللھم لقہ منک غضبا مکشوفا موفورا انتہی بالفاظ الخبیثہ۔

اقول ایہا الناظرین ہرگاہ بہ تحقیق مجتہد علیہ ما علیہ بوضوح پیوست کہ تسلط طاعون بر اہل ہندوستان از جملہ مراحم و الطاف مقربہ الجنتہ و مکارم و اعطاف متعدد از جہنم برائے خواص و عوام و پر ظاہر کہ بر مسلک امامیہ اثنا عشریہ لطف بر خدا واجب است پس ما را میرسد کہ بگوئیم کہ خدا را واجب است کہ جملہ امامیہ اثنا عشریہ و نیز امام غایب الزمان را عموما و مجتہد علیہ ما علیہ را خصوصا ذایقہ طاعون بچشاند اللھم لقہ منک غضبا مکشوفا موفورا کہ بہترین مستحقش بجز حایری لاہوری و قوم او دیگری نمیتوانند شد۔

و آنچہ مجتہد علیہ ما علیہ در فلاسفی ابتلاء آفات و آلام من اللہ العلام حوالہ قلم ساختہ مصداق این شعر است۔ ؎

حرف درویشان بدزدد مرد دون
تا بخواند بر سلیمی صد فسون

ناظرین باید بخاطر جا دہند کہ تجویز نزول عذاب بر مقربان بارگاہ الٰہی سخنیست کہ بجد کفر میرساند البتہ انبیاء و اولیاء و صلحا و اصفیا را ابتلا پیش آمدن بطریق عقل و نقل روا است مگر آن ابتلا بطریق عذاب نمی باشد بلکہ در آن مصالح و حکم بیشمار میباشد۔

قولہ۔ ہرگاہ فی الواقع و الحقیقت این طاعون علامت مہدویت تو میبود البتہ میبایستی کہ تمام روے زمین شورہ و شیرین حادث میشد زیرا کہ امام مہدی برائے تمامی اہل زمین ہادی خواہد بود نہ محض برائے ہندوستان بنابران نزول عذاب طاعون برائے اہل ہند مخصوصا معنے نہ دارد۔

اقول۔ درین مضمون از آیات قرانیہ باثبات رسانیدہ ایم کہ عذاب قتل بر کفار مکہ نازل شد پس معترضی ہمچو مجتہد علیہ ما علیہ نیز آن گفت کہ ہرگاہ فی الواقع و الحقیقت نزول عذاب قتل بر کفار مکہ علامت صادقہ رسالت حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم میبود البتہ میبایست کہ بر تمام میکرد مخالفین روی زمین میشد زیرا کہ حضرت رسول عربی بقول خود برائے تمامی اہل زمین ہادی بودند نہ محض برائے عرب بنابران نزول عذاب قتل برائے اہل عرب مخصوصا معنے ندارد فما ھو جوابکم فھو جوابنا۔

ثانیا مجتہد علیہ ما علیہ در ہمین کتاب خود بہ صفحہ ۱۲۰ از نسخہ اکمال الدین مطبوعہ ایران آوردہ است قدام القائم موتان موت احمر و موت ابیض حتے یذھب من کل سبعة خمسة فالموت الاحمر السیف والموت الابیض الطاعون۔ حالا از و استفسار میرود کہ این طاعون بر تمام روی زمین شورہ و شیرین حادث خواہد شد یا نے بصورت اول حاجت ظہور مہدی چیست بصورت ثانی امام مہدی برائے تمامی اہل زمین ہادی خواہد بود نہ مخصوص برائے ملکی از ممالک بنابران نزول عذاب طاعون برائے ملکی مخصوصا معنے ندارد فما جوابکم فھو جوابنا۔

ثالثا این عذاب طاعون کہ باقرار مجتہد علیہ ما علیہ از علامات امام مہدی علیہ السلام ہست آیا در آن واحد بر تمام روی زمین شورہ و شیرین حادث خواہد شد یا در اوقات مختلف بصورت اول دلیلے بر آن و حاجت ظہور مہدی و موت احمر چیست بصورت ثانیہ فما ھو جوابکم فھو جوابنا۔

(باقی دارد)

راقم
صادق حسین مختار۔ سکرٹری
انجمن احمدیہ اٹاوہ
۱۹۔ جولائی ۱۹۰۵ء

وَصِیَّتِ نورِ دین

ناظرینِ الحکم کو معلوم ہوگا کہ پچھلے دنوں جب حضرت حکیم الامتہ (الضیب اعدا) بیمار ہو گئے تھے تو اس وقت آپ نے خاکسار ایڈیٹر سے فرمایا تھا کہ اس حالت کرب و اضطراب میں مینے ایک مضمون لکھا ہے وہ مضمون ایڈیٹر الحکم کو مل گیا ہے جسے وہ ناظرینِ الحکم کے فائدہ کے لئے ذیل مین چھاپتا ہے۔ اصل مضمون چونکہ عربی مین ہے اسلئے پہلے اصل چھاپتا ہون اور اگلی اشاعت مین انشاء اللہ اسکا ترجمہ مع بعض ضروری حواشی کے مین درج کرون گا۔ وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم (ایڈیٹر)

ھٰذا شہادتی امانة عند کل من سمع او نظر تفہم بعد ان اشہدت اللہ تعالیٰ وملائکتہ علیماً۔ وانا الفقیر الی رب العلمین - نور الدین - اللھم جعلہ کاسمہ - آمین -

ان اللہ تعالیٰ ربی رب العالمین - الرحمٰن الرحیم مالک یوم الدین - و ان اللہ الاحد الصمد لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفواً احد - وحدہ لاشریک لہ لہ الملک ولہ الحمد - الحی القیوم - وانہ بکل شئ علیم یدبر الامر من السماء الی الارض - القادر - الفعال لما یرید السمیع البصیر - کلم اللہ موسیٰ تکلیماً ولہ الاسماء الحسنیٰ وھو الغنی من العلمین - استویٰ علیٰ عرشہ ولیس کمثلہ شئ - احاط بکل شئ علما وخلقا ووسع کل شئ علما واحصیٰ کل شئ عددا یعلم السر واخفیٰ الا یعلم من خلق وھو اللطیف الخبیر - عالم الغیب والشہادة فتعالیٰ عما یشرکون - ھو الاول لیس قبلہ شئ ھو الاٰخر لیس بعدہ شئ ھو الظاھر لیس فوقہ شئ ھو الباطن لیس دونہ شئ لاراد لقضائہ ولا معقب لحکمہ بیدہ الخیر وھو علیٰ کل شئ قدیر و تمت کلمة ربک صدقاً وعدلاً - لا مبدل لکلماتہ ولیس بظلام للعبید و لا یظلم ربک احدا وللہ الحجة البالغة ولو شاء لھدی الناس جمیعا یغضب ویرضیٰ ویفرح بتوبة العبد - ولا تدرکہ الابصار وھو یدرک الابصار .... وھو اللطیف الخبیر ومع ھٰذا وجوہ یومئذ ناضرة الیٰ ربھا ناظرة -

والقراٰن کلام اللہ نزل بہ الروح الامین علیٰ مولینا ورسولنا خاتم النبیین وسید ولد آدم رحمة للعلمین - ارسل الی الناس ثم الی الناس کافہ قال تعالیٰ قل یا ایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعًا - ونزل احسن الحدیث ووعد انہ حافظہ کما قال تعالیٰ انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون - وھو ھدی ورحمہ وشفاء وروح وفضل - وکفایة وقد کفی -

والملائکة حق والرسل حق وکتب اللہ وما انزل من قبل حق ولم یزل اللہ ربا رحیما متکلما ولا یزال - وخلق کل شئ فقدرہ تقدیرًا والقبر والسوال فیہ والنشر والحشر حشر الاجساد والحساب فریق فی الجنة وفریق فی السعیر والصراط والشفاعة لاھل الکبائر - فضلا عن الصغائر ولرفع الدرجات حق - نعماء الجنة حق فی عطاء غیر مجذوذ والام النار - وان علیھا تسعة عشر حق و ان ربک فعال لما یرید وقد سبقت رحمتہ غضبہ - وانہ ارحم الراحمین واحکم الحاکمین واکرم الاکرمین -

ثم الاسلام بنی علیٰ خمس شہادة ان لا الٰہ الا اللہ وان محمدا رسول اللہ والصلوٰة والزکوٰة والصوم والحج - وان الصلوٰة وسواھا کما ثبتت فی التعامل والسنة وکما بینت مشرحًا فی الموطا والبخاری ورائیناھا فی المومنین والیقنا انھا سبیل المومنین وقال تعالیٰ ومن یتبع غیر سبیل المومنین نولہ ما تولی ونصلہ جھنم وساءت مصیرًا وان اللہ سبحانہ تعالیٰ کما امرنا باتباع ما انزل الینا امرنا باتباع محمد رسولہ کما قال قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ وکما امر باطاعتہ امرنا طاعة رسولہ واطاعة ولی الامر - فقال واطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم - بل و قال فی اطاعة الوالدین وان جاھداک علیٰ ان تشرک بی ما لیس لک بہ علم فلا تطعھما وصاحبھما فی الدنیا معروفا -

ولابد ان نقدم اطاعة اللہ واطاعة کتابہ علیٰ اطاعة الخلق واطاعة رسولہ اطاعتہ تعالیٰ عن سلطانہ کما قال ومن یطع الرسول فقد اطاع اللہ واحب اتباع السابقین الاولین من المھاجرین والانصار کما قال تعالیٰ السابقون الاولون من المھاجرین والانصار والذین اتبعوھم باحسان رضی اللہ عنھم ورضوا عنہ - فانھم اول من تزکی بتزکیة حبیبنا وسیدنا محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم - والخلفاء الراشدون منھم ابوبکر وعمر وعثمان ما کانوا ولا واحد منھم منافقا ابدًا فان اللہ تعالیٰ وصف المنافقین بانھم ھموا بما لم ینالوا وھولاء نالوا ما ھموا - وھم مصداق وعد اللہ الذین اٰمنوا منکم وعملوا الصلحٰت لیستخلفنھم فی الارض - وھم الغالبون کما ذکر فی المائدہ وعلی منھم عم رسول اللہ وختنہ وزوج بنت الرسول فاطمہ البتول وحبہ ایمان وبغضہ نفاق وھو اخ رسول محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وھو بمنزلہ ھارون من موسیٰ -

ومنھم سید وھو حسن المجتبیٰ اتھم تری فی قلبی حبہ رضی اللہ عنہ - فانہ مصداق یصلح اللہ بہ بین الفئتین من المسلمین - واحب اخاہ الحسین سید شباب اھل الجنة قتل غرا مظلومًا شھیدًا وابغض فی مقابلتہ العنید ذا الخیبة فانہ ما اثنی علیہ احد خیرًا - بل اثنوا علیہ شرًا -

واحب العشرة المبشرة واصحاب البدر وبیعة الرضوان ومن قتل فی احد جمیع من بشرہ سیدنا وقرأنکم الصحاح - بل ومن اسلم علیٰ یدہ الکرھیة وثبت علی الاسلام - کمعاویة ومغیرة ابن شعبة ما کذب منھم احد فی امر الدین عن الرسول الاکرم وما کان احدھم اطرش - وترکت من بد والشعور - الروافض والشیعہ - والخوارج والمعتزلہ والمقلدة الجامدة التارکین لنصوص القراٰن والسنة و الاحادیث الصحیح الثابتة لقول احد والحمد للہ رب العالمین - ومع ھٰذا احب اباحنیفہ ومالکًا والشافعی واحمد ومحمد بن اسمٰعیل البخاری واصحاب السنن والفقہاء والمحدثین رحمھم اللہ واعظم ما علیھم واحب اتباعھم فانھم ھم تقدموا واثنی علیھم خیرًا - واحتاج الیٰ تحقیقاتھم ومع ھٰذا اقدم من قدمہ اللہ ورسولہ -

واعتقد ان عیسیٰ علیہ السلام توفاہ اللہ قبل رفعہ الیہ کما وعد اللہ تعالیٰ فی انی متوفیک ورافعک الی - وما قتل وما صلب وثبت رفعہ لقولہ تعالیٰ بل رفعہ اللہ الیہ وقدم سبحانہ فی الوعد توفیہ وما قدمہ اللہ قدمنا وما اخرہ اخرنا ثم اللہ جعل الارض کفاتا احیاءً وامواتًا - وقال تعالیٰ ما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل - فخلیٰ علیہ السلام کما خلت الرسل علیہ الصلوٰة والسلام -

وان عیسیٰ ابن مریم الذی نازل نزل صلوات اللہ وسلامہ علیہ فان اللہ سبحانہ وعد لنا فی القراٰن فی النور بان اللہ یستخلف من یستخلف منا - و صرح رسولنا سید الاولین والاٰخرین سید ولد آدم صلے اللہ علیہ وسلم بان النازل امامکم منکم -

وشھد اللہ وملائکة واولو العلم بانہ ھو وشھد الشمس والقمر بانہ المھدی والطاعون والجدب القتال بانہ المرسل کما قال ولقد ارسلنا الی امم من قبلک فاخذنا اھلھا بالباساء والضراء وفوزہ وفلاح مع مخالفیہ الاریہ والبراھمہ والنصاریٰ والسکہ والعلماء والمتصوفین والحکام واقربہ بنی عمہ بیکرة ابیھم بانہ ھو المطاع - وتجدید ونصرتہ بانہ ھو علی الحق -

جاپانی چٹھی

دربارہ تبلیغ واشاعت اسلام وغیرہ

جناب شیخ صاحب! السلام علیکم۔ ذیل کا خط درج اخبار فرما کر مشکور فرمایئے۔

(نیاز نامہ خاکسار محمد اسحاق پراچہ از جاپان)

بخدمت مکرمی جناب محمد یعقوب شریف صاحب مترجم ملٹری سکرٹری سرکار عالی نظام حیدرآباد دکن گوشہ محل حیدرآباد۔

نوازش فرمائے بندہ السلام علیکم۔ مجھے آپکے نوازشنامہ ملا۔ یادآوری کا تہ دل سے مشکور ہوں۔ میں سچ کہتا ہوں آپ کا خط پڑھکر مجھے حد سے زیادہ خوشی ہوئی اور یہی ہونی چاہیئے تہی۔ کیونکہ ایک ایسی اسلامی ریاست میں جسپر ہماری قوم کی ترقی کا بہت کچھہ دارومدار ہوسکتا ہے قومی ہمدردی کی صدا سنی۔ آپنے اگر میرے مضامین جو قبل اس کے مختلف قومی اخبارات میں نکل چکے ہیں ملاحظہ فرمائے ہیں اور آپ نے میری چٹھی جو بندہ نے مولوی ہدایت اللہ خانصاحب کے نام وکیل اخبار میں پچھلے مہینے بغرض اشاعت بہیجی تہی ملاحظہ فرمائی ہے تو آپ کو اپنے خط کا جواب بہت کچھہ معلوم ہوگیا ہوگا۔ لیکن تاہم اسوقت بہی میں حتی الوسع وضاحت کے ساتہہ آپ کے خط کا جواب عرض کرونگا۔ آپ کے خط میں چونکہ کوئی پرائیویٹ بات نہیں ہے اسلئے مناسب ہے کہ ناظرین کے ملاحظہ کیلئے جواب سے پہلے اسی پیرایہ درج کردوں۔ تاکہ میرے جوابات تسلی بخش نہ ہونے کی حالت میں دوسرے بہائی اپنی رائے ظاہر کرسکیں۔ وہو ہذا:۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ مجمع محاسن اشتیاق مصدر مکارم اخلاق جناب مسٹر محمد اسحٰق صاحب زاد الطافکم۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اخبار وکیل مطبوعہ ۱۳ مارچ ۱۹۰۵ء میں آپکے اس وعدہ نے کمال ہی ممنون کیا کہ جو آپ سے صنعت وحرفت جاپان کے متعلق کچھہ استفسار کرے آپ اس کو جواب دیں گے۔ آپکی اس ہمدردی سے جو عمدہ تشویق ایسے کام کی دلارہی ہے جسکی اہل ہند بالخصوص مسلمانوں کو اشد ضرورت ہے علی العموم اہل ہند اور بالخصوص اہل قوم شکرگذار ہونا چاہیئے واقعی یہ آپ نے اہم کام اپنے ذمہ لیا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ آپکے نیک ارادوں میں آپکی مدد کرے اور قوم کو اس سے منافع کثیر پہونچاوے۔ "دی الیسٹ" نامی جاپانی اخبار سے اللواء مصری اخبار نے ایک نوٹ کا ترجمہ کیا تہا۔ اسکا ترجمہ اردو اخبار وکیل مطبوعہ ۱۱ مارچ ۱۹۰۵ء میں طبع ہوا ہے جس کا ایک حصہ یہ ہے:۔

"اسلام کی تعلیم نے ہمارے دلپر گہرا اثر ڈالا ہے اور ہم اسلام اور مسلمانوں دونوں کے ثناخواں ہیں۔ لیکن پہر بہی ہمیں عقاید اسلام کے متعلق اور بہت کچھہ علم حاصل کرنا چاہیئے۔ اور ہم اس کے لئے آمادہ ہیں۔ مگر مغائرت زبان ہماری سد راہ ہے اسلئے اگر مسلمانان چین اسلام کی تعلیمات کا لب لباب جاپانی زبان میں ترجمہ کردیں۔ تو ہم ان کے بہت ہی ممنون ہونگے۔ اور ہمیں پورا موقعہ ملجائیگا کہ عقاید اسلام پر ایک محققانہ اور مناظرانہ نظر ڈالکر اپنے لئے کوئی فیصلہ کرلیں"۔

تبلیغ اسلام فرض کفایہ ہے بالخصوص ایسی حالت میں جبکہ ایک قوم خود اسلام کی ماہیت کی تحقیق کیطرف مایل ہو۔ پس آپ (۱) یہ بتایئے کہ آیا اہل ہند کسطرح اس خدمت کا شرف حاصل کرسکتے ہیں۔ (ا) اگر چند باخبر علماء کو آمادہ کیا جاوے کہ وہ جاپانی زبان سیکہیں تو اس کے کیا وسایل ہیں۔ اور اسمیں کیا کیا دقتیں حایل ہونیکا اندیشہ ہے (ب) یہ بہی معلوم ہونیکی ضرورت ہے کہ اسوقت اہل جاپان کے معتقدات کیا ہیں۔ انکی معتقدات کی کتب کا غالباً ترجمہ کرانیکا انتظام کرنا بہی مقصد مذکور کے لئے ضروری ہوگا۔ تاکہ اس سے پوری واقفیت ہوکر اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ پر ہمارا مشن عمل کرسکے (ج) جاپانی قوم میں بہی آیا مسلمان ہیں اور انکی حالت مذہبی کیسی ہے؟

(۲) دوسری غرض یہ ہے کہ اسوقت اخبار وکیل کی پرزور تحریرات سے کچھہ تحریک مسلمانوں کے قلوب میں کسب صنعت وحرفت کی ہوچلی ہے۔ اگر اسیطرح سلسلہ جنبانی رہی تو انشاء اللہ تعالیٰ وہ دن دور نہیں کہ پوری آمادگی بہی ہوجاوے۔ اسوقت ضرورت اسکی ہے کہ مفصل طور پر ملک کو اس سے آگاہ کیا جائے (الف) کون کونسے صنایع ایسے ہیں جو جلد حاصل ہوسکتے ہیں اور ہماری موجودہ حالت کے موزون ہیں (ب) ان کے حصول کے لئے کسقدر انگریزی دانی کیضرورت ہے۔ یا اور کیا شرایط ہیں؟ (ج) مصارف سفر ومصارف تحصیل اور مصارف ضروریات ماہوار کم سے کم جاپان میں طلباء کو کیا برداشت کرنی پڑتے ہیں۔ (د) وہاں تعلیم صنعت وحرفت مدارس میں حاصل کرنے کے بعد تجربہ حاصل کرنے کیلئے کارخانجات میں کام کرنیکا موقعہ ملتا ہے یا کیا صورت ہے؟ (ہ) یہاں سے جو مصارف طالبعلم کو ماہوار بہیجے جاویں تو وہ کسطرح وہاں پہونچیں گے۔ امید کہ اگر طلباء کیلئے سہولت اور مصارف میں کمی کی تدابیر بتائی جائیں تو قبل اس کے کہ عام طور پر وظائف وغیرہ کا انتظام ہو خاص وہ لوگ جو ان مصارف کو برداشت کرسکیں پرائیوٹ طور پر اپنے اعزہ کو بہیجنے کی ہمت کرینگے میں اب اپنے اس نیازنامہ کو اس دعا پر ختم کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ آپکو آپکے مقاصد میں پوری کامیابی عطا کرے والسلام خیر الختام۔ (نیازمند محمد یعقوب شریف)

صاحب من! آپ کا خط تو ختم ہوا۔ اب جواب عرض کرتا ہوں۔ لیکن اسموقعہ پر یہ عرض کردینا بہی ضروری ہے کہ مجھے برادران وطن کیطرف سے قریب قریب اسی مضمون کے متعدد خطوط ملے ہیں جن کا فرداً فرداً جواب دینا بہت مشکل معلوم ہوتا ہے۔ اسلیئے میرے تمام بہائی اس خط کو مشترکہ جواب سمجہیں۔

آپ کا فرمانا بجا اور درست ہے اور بیشک یہ ہمارا فرض ہے کہ ہم اسلام کی اشاعت میں کوئی دقیقہ باقی نہ چہوڑیں اور اپنے اس پیارے مذہب کی خدمت تن دہی سے کریں جسنے ہکو بت پرستی سے بچایا۔ جس نے ہکو جہالت سے نکالکر روشنی کے میدان میں ڈالا۔ اور جس نے ہمارے متفرق گروہوں کو ایک قوم بنایا۔ اور پہر ایسے وقت میں جبکہ ہر ایک قوم اپنی دینی اور دنیاوی ترقی اور اعزاز کیلئے سرتوڑ کوشش کررہی ہو۔ اور جبکہ ہم دیکہتے ہیں کہ تثلیث جیسے بے بنیاد مذہب کے پہیلانے کیلئے دوسری قومیں کروڑوں روپیہ خرچ کررہی ہیں۔ اور اپنا مذہبی جاہ وجلال پیدا کرنے کیلئے یا یوں سمجہئے کہ تمام دنیا کو اپنے ساتہہ ملانے کے لئے اور عیسوی جہنڈے کے نیچے لانے کے لئے پانی کیطرح روپیہ بہا رہے ہیں تو ہمارا بہی یہ فرض موقت ہے کہ ہم اسلام کی اشاعت پورے طور سے کریں۔ اور اسلام کو دہریہ منش لوگوں کے حملوں سے بچاویں۔ مگر اب سوال یہ ہے کہ ہم ایسے وقت میں تبلیغ اسلام کیونکر کریں۔ جبکہ ہم دیکہتے ہیں کہ ہر طرف مغربی تعلیم اور مغربی خیالات پہیلے ہوئے ہیں اور ہر ایک شخص موجودہ سائینس اور فلاسفر سے اور عقلی دلایل سے جواب مانگنے کو طیار رہے۔ اور ادہر ہماری خود مذہبی کیا اور دنیاوی کیا ہر قسم کی حالت سخت نازک ہورہی ہے۔ ہماری قوم میں نہ اب قوت ہے نہ سلطنت ہے۔ نہ حکم ہے نہ جاہ وحشم ہے نہ پیسہ ہے نہ علم ہے۔ اور نہ ہم میں اب مذہبی جوش ہے۔ ہم مسلمان کیا ہیں صرف گنتی کو برائے نام مسلمان ہیں۔ اور مردم شماری میں مسلمانوں کی تعداد دکہانیکو ہیں ورنہ سچ پوچہو تو ہم آجکل کے مسلمان اسلام کے لئے باعث ننگ ہیں اور اپنے بزرگوں کے نام کو بٹہ لگا رہے ہیں۔ ہمارے علماء ہیں تو تعصب کے پتلے ہیں انکو مذہبی خدمت سے یا تبلیغ اسلام سے سروکار نہیں ہے بلکہ وہ تو اسلام کا دایرہ اسقدر محدود کئے ہوئے ہیں کہ ایک مسلمان نماز پڑہنے والا۔ خدا کو وحدہ لاشریک جاننے والا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر اور قیامت پر ایمان رکہنے والا اور تمام اصول اسلام کو ماننے والا۔ ایک فروعی مسئلہ پر ان سے اختلاف کرجائے یا عقلی دلیل مانگے تو وہ کفر کا فتوے لئے تیار بیٹھے ہیں اور اسلام کے دایرہ سے اس کو نکالنے پر آمادہ ہیں اور اسی پر اکتفا نہیں کرتے بلکہ مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ سے بہی اس بیچارہ کو اسلام سے خارج کرنے کے لئے فتوے لکہانے کو مستعد ہیں اور صرف تیار نہیں بلکہ عملی صورت میں بہی کر دکہاتے ہیں اور ایسی مثالیں بے شمار آپ دیکہتے ہونگے۔ کسی خاص شخص کا نام لینے کی کیا ضرورت۔ یہ تو اپنے گہر کو گہر کے چراغ سے آگ لگانے کو تیار ہیں۔ اور آپ ہیں کہ ان سے غیر ممالک میں تبلیغ واشاعت اسلام چاہتے ہیں۔ ہماری قوم میں ایک مرض نہیں جس کا علاج کیا جائے یہاں تو سینکڑوں لا علاج بیماریاں ہیں کس کس کا درمان کیا جائے۔ ہماری اسلامی انجمنیں ہیں تو نام کیلئے اور نمود کے لئے اور اگر وہ سچے دل سے اسلام کی خیرخواہ اور اسلامی انجمنیں ہیں تو اہل اسلام کے لئے کیوں نہیں وہ کام کرتیں۔ جسسے مسلمانوں کو فائدہ اور اسلام کی ترقی ہو۔ اور کیا وجہ ہے کہ وہ اپنا جاپا کرنا چاہتی ہیں اور دوسروں کی نصیحت کو نہیں سنتیں! میں کسی کا دل دکہانا نہیں چاہتا مگر اتنا کہے بغیر بہی نہیں رہ سکتا کہ اب ہماری قوم میں وہ طاقت کہاں ہے کہ جس سے وہ صرف تبلیغ اسلام کے لئے علماء کو اول گہر پر عرصہ تک تیار کرے اور بعد ازاں صرف کثیر کرکے ان کو جاپان میں تبلیغ اسلام کے لئے بہیجے۔

اس موقعہ پر تو ہماری انجمن حمایت اسلام لاہور کا فرض تہا کہ وہ جب سے حمایت اسلام کا دعویٰ کرتی ہے وہ اپنے ہاں طلباء کو مذہبی تعلیم اعلیٰ درجہ کی دیتی۔ اور ساتہہ ہی انگریزی تعلیم اعلیٰ درجہ کی دیتی اور ایسے باخبر ہوشیار طلباء کو جاپان میں وظایف دیکر صنعت وحرفت کی تعلیم کے لئے بہیجتی وہ یہاں پر علوم وفنون سیکہتے اور ایک آدہ گہنٹہ ہر روز تبلیغ اسلام پر بہی خرچ کرتے۔ وہ اپنے ملک کے لئے در یتیم بنتے اور اشاعت اسلام کا مقصد بہی حل ہوتا گویا کہ ایک پنتھ دو کاج کے مصداق ہوتے۔ ہماری انجمن کو مناسب ہے کہ وہ اسوقت عقل سے کام لے۔ میں خود پنجابی ہوں اور پنجابی بہائیوں کے خیالات سے خوب واقف ہوں۔ ہمارے کارکنان انجمن کو شرم آتی ہے کہ وہ اپنے سابقہ دستور العمل کو چہوڑ دیں میں انکی خدمت میں باادب عرض کرتا ہوں کہ انسان آخر انسان ہے اس سے غلطی ہونا لازمی ہے اور مناسب یہ ہوتا ہے کہ جب اپنی غلطی معلوم ہوجائے تو اس کو دور کیا جائے نہ کہ اپنی بے جا مردی اور خودداری دکہانیکی غرض سے غلطی پر غلطی کیجائے اور ہٹ دہرمی سے کام لیا جائے۔ آپنے کالج قایم کیا کس بات کے لئے؟ صرف اسی بات کے لئے تاکہ غریب مسلمان دوسرے کالجوں کی فیس ادا نہیں کرسکتے انکو آپکے کالج میں سستی تعلیم دیجائے گی اور قوم کا فائدہ ہوگا۔ بیشک آپکا یہ نیک ارادہ تہا۔ خدا آپ کو جزائے خیر دے۔ مگر افسوس ہے کہ آپکی یہ کوشش لاحاصل ثابت ہوئی ہے اور قوم کو بجائے فائدہ کے نقصان پہونچا۔ آپکی امسال رپورٹ نتیجہ امتحانات کے دیکہنے سے معلوم ہوا ہے کہ آپ کے کالج میں سے صرف ایک شخص بی۔ اے پاس ہوا ہے۔ اب سخت افسوس کی بات ہے کہ ایک بی۔ اے نکلے اور قوم کا بیس بائیس ہزار روپیہ سالانہ کالج پر خرچ ہو۔ اور یہ ظاہر کیا جائے کہ ہم قوم کی خیرخواہی کررہے ہیں اور ہم اسلام کی حمایت کررہے ہیں

حیف ہے ایسی بیکسی اسلامی حمایت اور اسلامی خیرخواہی پر۔ مجھے آپ کے کالج میں چند روز کے لیے فخر حاصل ہے۔ مگر افسوس ہے کہ پڑھائی ناقص انتظام خراب اور قومی سپرٹ کا نام و نشان نہ پاکر نوما کالج کو چھوڑ کر علیگڈھ کی راہ لی۔ آپ ہی انصاف سے فرمایئے اگر آپ کا کالج ہماری ضروریات پوری کر سکے تو کیا ضرورت کہ ہم مشن کالج گورنمنٹ کالج وغیرہ میں جائیں۔

ذرا کان کھولئے اور سنئے! حیدرآباد سے صدا آرہی ہے کہ جاپان میں تبلیغ اسلام کیلئے اسلام سے باخبر علماء کو بھیجا جائے۔ اب ہماری قوم میں اتنی طاقت و ثروت تو ہی نہیں کہ اس فرض کو پورا کر سکے اگر آپ کو اسلامی حمیت کا دعویٰ اور آپ کے کالج میں اسلام سے باخبر انگریزی تعلیم یافتہ طلبا موجود ہیں جیسے کہ آپ کا دعویٰ ہے کہ ہیں تو یہ وقت ہے کہ کالج کو توڑ دو جسکی تعلیم قوم کیلئے گران ثابت ہو چکی ہے۔ اور صنعتی تعلیم کیلئے وضایف دیکر طلباء کو جاپان بھیجو۔ وہ علوم و فنون وہاں سیکھیں اور نیز اشاعت اسلام کریں تبلیغ اسلام کیلئے اور ہر ایک مذہب کی اشاعت کے لئے اب تو تمام مہذب ممالک میں راستہ صاف ہے اور کوئی مشکل نہیں رہی کہ کسی کو تلوار نہیں چلانی پڑتی۔ اب تو صرف تقریر اور تحریر سے سب مطلب حاصل ہو جاتا ہے۔ تم باخبر مسلمان طلباء کو بھیجو۔ وہ وہاں پر صنعتی تعلیم حاصل کرنیکے علاوہ جاپانی اخبارات میں اسلام کے متعلق مضامین لکھیں اور لوگوں میں اسلامی خیالات پھیلائیں۔ پبلک مقامات پر ہر روز ایک آدھ گھنٹہ لکچر دیں اگر اتنا بھی نہیں تو صرف ہفتہ وار آیتوار کے روز لکچر دیں اپنے حسن اخلاق و اطوار کا اچھا نمونہ غیر قوموں کو دکھائیں پھر دیکھئے اسلام کی اشاعت ہوتی ہے یا نہیں ہوتی۔ مگر یہاں تو افسوس ہے کہ قوم کے نوجوان جنپر قوم کی ترقی کا دارومدار ہے یورپ و جاپان وغیرہ میں جاتے ہیں تو کیا کرتے ہیں؟ اپنے مذہب کو بالکل خیرباد۔ خدا و رسول کا ذکر کبھی خواب میں نہیں آتا۔ اور اعلیٰ طبقہ کے لوگوں میں رہکر ان کو اپنی سادی زندگی سے نفرت ہو جاتی ہے اور اس قسم کی زندگی بسر کرنیکا خیال دماغوں میں سما جاتا ہے جو ہماری مالی حالت کیلئے کسیطرح موزون نہیں ہوتی۔ عیش پسندی۔ اور فضول خرچی یہ پہلے دو اثر ہیں جو ہمارے نوجوانوں پر غیر ممالک میں پڑتے ہیں۔ گویا ان کا وجود بجائے مفید ہونے کے ملک کیلئے الٹا مضر ثابت ہوتا ہے۔ اس خرابی کو رفع کرنے کیلئے ہماری قوم کو توجہ کرنی چاہیئے۔ اور اس خرابی کی اصل وجہ یہ ہے کہ ہمارے سکولوں اور کالجوں کی تعلیم بالکل ناقص ہے اور ہمکو ایام طفلی میں مذہب سے بالکل ناواقف رکھا جاتا ہے اور یہ قصور ہمارا نہیں ہے بلکہ ہماری قوم کا ہے جو ادھوری تعلیم پر بیجا روپیہ صرف کر رہی ہے اور موجودہ تعلیم کے نقایص رفع کرنیکی کوشش نہیں کرتی۔

مجھے تعجب اور سخت تعجب ہے کہ ہماری اسلامی انجمنیں ندوۃ العلماء اور دیگر تمام اسلامی مجلسیں خواہ وہ سنی ہوں شیعہ ہوں مرزائی ہوں یا نیچری ہوں جو اسلام کی حمایت کا دعویٰ کرتی ہیں۔ اور اسلام کے نام سے قوم کا روپیہ نئے نئے بہانوں سے کھینچ لیتی ہیں آخر وہ کس مرض کی دوا ہیں۔ میں تو خیال کرتا ہوں انکا عدم وجود برابر ہے انکی مثال تو ایسی ہے جیسے کسی شخص کے سر میں درد ہو اور ڈاکٹر علاج اس کے پاؤں کا شروع کر دے اور کہے کہ میں علاج کر رہا ہوں اور اپنی طبابت کا فرض جو میرا کام ہے پورا کر رہا ہوں عقلمند آدمی اسکی بات کو کب باور کریگا وہ تو اسے صاف سنا دیگا کہ احمق تو اپنی دوا بھی ضایع کر رہا ہے اور مریض کا دوسرا حصہ کہ نیکی بجائے تو اس کا اور عضو بدن ضایع کر رہا ہے اسیطرح ہماری یہ اسلامی مجلسیں ہماری قوم کا علاج کر رہی ہیں اور ناواقف پبلک سے روپیہ اکٹھا کرنے کیلئے کسی نہ کسی ٹٹی کی آڑ لئے ہوئی ہیں۔ افسوس ایسی حالت قوم اور اسلام کی دیکھکر یہی کہنا پڑتا ہے۔ ؎

بیکسی کا کوئی حد سے گذرنا دیکھئے
اسلام کا گر کر نہ ابھرنا دیکھئے

جائے افسوس ہے۔ ہم انہی مسلمانوں کی اولاد ہیں جنکی فتوحات عرب سے چین تک پہونچ چکی تھیں۔ اور ادہر اندلس اور پیرس میں اسلامی جھنڈا جا گاڑا تھا۔ اور جہاں جاتے تھے اسلام کو ساتھ لیجاتے تھے۔ انہوں نے تبلیغ اسلام کیلئے کوئی خاص مشنری سسٹم جاری نہیں کیا تھا۔ اور نہ اشاعت اسلام کیلئے خاص طور سے مسلمان پادری مقرر کئے تھے بلکہ ہر ایک شخص خود پادری تھا۔ جہاں وہ جاتے تھے سیر و سیاحت کیلئے، تجارت کیلئے۔ ملکی فتوحات کیلئے ان اغراض کے ساتھ ہی وہ غیر قوموں کو تلقین اسلام بھی کرتے تھے۔ اپنا پاک نمونہ پیش کرتے تھے۔ آخر ہم بھی انکی اولاد ہیں جو تمام علوم کے بانی تھے۔ ہم انکی اولاد ہیں جو یورپ کے استاد تھے۔ اور آج وہی ہم ہیں۔ کہ اپنے شاگردوں سے نیم وحشی اور جنگلی کہلاتے ہیں۔ اور اپنی حالت پر خوش اور قناعت کئے بیٹھے ہیں۔

ایک تو یہ تجویز ہے کہ اسلام کی اشاعت کی جو بیمنز فرض کی گئی ہے دین سے واقف ہوشیار طلباء کو بھیجئے کہ وہ وہاں پر صنعت و حرفت سیکھیں اور نیز تقریر و تحریر سے اسلامی خیالات پھیلائیں۔ دوسری اس سے بھی آسان تجویز عرض کرتا ہوں جاپان میں جسقدر اعلیٰ تعلیم یافتہ لوگ ہیں وہ عموماً انگریزی اور جرمن دو زبانوں سے واقف ہیں اور وہاں پر انگریزی اور جرمن اخبارات بھی نکلتے ہیں۔ اسلئے اسلام پر جو کتابیں انگریزی اور دیگر یورپین زبانوں میں لکھی گئی ہیں ان کو وہاں کے کالجوں۔ بڑے بڑے کتب خانوں پبلک لائبریریوں اور عام کلبوں میں مفت تقسیم کیا جائے۔ اور اسلام پر جو ماہواری رسالے انگریزی زبان کے اندر ہندوستان مصر وغیرہ میں شایع ہوتے ہیں وہ وہاں مفت بھیجے جاویں۔ چند ایک ایسی کتابوں کا نام عرض خدمت کرتا ہوں جیسے قرآن شریف کا انگریزی ترجمہ۔ پریچنگ آف اسلام مولفہ آرنلڈ صاحب۔ لائف آف محمد (صلعم) یعنی خطبات احمدیہ انگریزی مولفہ سرسید احمد خاں اور علیٰ ہذا القیاس اسیطرح کی انگریزی کتابیں جو اسلام کے متعلق ہوں۔ ماہواری رسالوں میں۔ ریویو آف ریلیجنز جو مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کیطرف سے نکلتا ہے اور ایسے رسایل جو اسلام کی تائید میں نکلتے ہوں یہاں بھیجے جائیں۔ مرزا صاحب کا ذکر کرتے ہوئے مجھے اسموقعہ پر افسوس سے یہ کہنا پڑتا ہے کہ ہمارے قومی اخبارات اپنا فرض کما حقہ ادا نہیں کر رہے ہیں۔ انکا مقصد سوائے معدودے چند روپیہ کمانا اور اپنے خریداروں کو خوش کرنا ہوتا ہے نہ کہ ان کی اصلاح کرنا۔ بعض اخبارات جنکا نام ظاہر کرنے کی ضرورت نہیں اس پالیسی کو مدنظر رکھتے ہوئے یہانتک تجاوز کر جاتے ہیں کہ وہ کسی فریق کے پیرو مرشد یا کسی مذہب کے بانی کی توہین اسوجہ سے شروع کر دیتے ہیں کہ پبلک اس شخص کو برا سمجھتی ہے لہذا ان کا اخبار عام پسند ہوگا اور جاہل پبلک کی نظروں میں باوقار سمجھا جائیگا اور لوگ کہیں گے کہ شاباش فلاں اخبار نے فلاں مردود کی خوب خبر لی ہے۔ میں ایسے اخبارات کی خدمت میں باادب التماس کرتا ہوں کہ ہماری قوم کو تو پہلے ہی سے گھن لگ رہا ہے اور اپنے پاک مذہب کے پرانے دستور العمل کو چھوڑنے کیوجہ سے جس نے ہماری متفرق گروہوں کو ایک قوم بنایا تھا۔ ہم پھر ایک قوم سے متفرق گروہ ہو گئے ہیں۔ اسوقت تو آپ کا یہ فرض تھا کہ ایسی تجاویز اختیار کرتے کہ مذہبی عداوت تعصب بغض عناد قوم سے دور ہو جاتا اور ہم ایک قوم بنجاتے اور ہمارے ذاتی خیالات کیوجہ سے ہمارے دوسرے مسلمان بھائی کو ہم سے نفرت نہ ہوتی۔ آپکی ایسی تحریرات اور سخت آمیز کارٹون دیکھکر فریق ثانی کا کلیجہ مارے غصہ کے خون ہو جاتا ہوگا۔ اور نتیجہ یہ کہ قوم کے افراد میں عداوت و بغض و عناد کی آگ دن بدن اور بڑھتی جاتی ہے اور جو اس کا انجام ہوگا وہ روز روشن کیطرح ظاہر ہے۔ ہماری قوم ایسی گر جائیگی کہ اس کا کوئی نام لیوا نہیں رہیگا۔ آپکو مناسب ہے کہ قوم کی گری ہوئی حالت کو سنبھالو۔ یورپ کیطرف نگاہ کرو۔ وہاں بھی مختلف مذاہب ہیں اور وہاں بھی ہمارے ملک کیطرح سچے یا جھوٹے مجدد و مذہب ہونیکا دعویٰ رکھتے ہیں۔ ابھی حال میں ایک انگریز نے دعویٰ کیا ہے کہ اس پر وحی اترتی ہے اور وہ مسیح کا ایلچی ہے۔ مجھے ٹھیک اسکے دعویٰ کے الفاظ یاد نہیں۔ مگر انگریزی اخبارات میں اس نئے رسول کا بہت کچھ چرچا رہا ہے مگر کسی نے اس کے بارے میں ذرا بھی برا بھلا نہیں کہا۔ وجہ کیا؟ صرف یہی کہ اگر اس کا کوئی ماننے والا ہو تو اس کی دل آزاری نہو۔ اور قوم میں بغض و عداوت کی آگ نہ پھیلے۔ آپکو بھی یہی دستور العمل اختیار کرنا چاہیئے۔ ہمارا یہ فرض ہونا چاہیئے کہ جو شخص ملک قوم اور مذہب کی بہتری کیلئے کچھ کر رہا ہو اسکی ہم امداد کریں۔ بھائی اگر امداد نہیں تو مخالفت بھی تو نہیں چاہیئے۔ یہی غلطی ہماری قوم نے سرسید کے ساتھ کی۔ اسکے مذہبی خیالات کیوجہ سے ایک قومی کام میں اسکی مخالفت شروع کی اور یہ نہ سمجھا کہ ہماری ملک و قوم کی ترقی کے لئے ہمکو کارکنان کی ضرورت ہے اسکی ہمکو کیا غرض کہ وہ کون ہیں؟ اور کس خیالات کے ہیں۔ بھائی تم یہ بتاؤ کہ اگر کوئی انگریز تمہاری قوم یا مذہب کی ترقی کے لئے تمہاری مدد شروع کرے تو تم اسوجہ سے اسکی امداد کو منظور نہیں کروگے کہ وہ عیسائی ہے۔ نہیں تجربہ تو یہ بتاتا ہے کہ تم بڑے خوش ہوگے۔ آرنلڈ صاحب نے ایک پریچنگ آف اسلام لکھدی تو تمہاری قوم آرزو خوشی کے پھولی نہیں سمائی۔ مارگولیتھ نے تمہاری قوم کی بہبودی کیلئے لکچر دیدیا تو تم آفرین آفرین کہنے لگے۔ مگر ایک غریب مسلمان خدا کو ماننے والا قرآن پاک پر عمل کرنے والے شخص نے سچائی سے یا کسی حکمت عملی سے یا اپنی اجتہادی غلطی سے تمہارے خیالات سے مخالفت کی تو تم نے اسکو کافر و ملحد قرار دینا شروع کر دیا۔ بھائی ہر ایک شخص کو اختیار ہے کہ وہ اپنا مذہب کچھ رکھے۔ ہمکو کام سے کام ہے یا ہمکو نام سے کام ہے؟ ہمکو تو وہی پیارا ہے جو ہماری قوم کیلئے کچھ کرتا ہے خواہ وہ احمدؐ (سید احمدؐ) بانئے کالج ہو۔ خواہ وہ احمدؑ (مرزا غلام احمد) بانئے مذہب ہو۔ خواہ وہ مہدی (سید مہدی حسن نواب محسن الملک) مصلح قوم ہو۔ خواہ وہ مہدی (مرزا غلام احمد) مصلح مذہب ہو۔ وہ نیچری ہو یا مرزائی۔ سنی ہو یا شیعہ ہم کو اس سے غرض نہیں۔ ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ وہ اپنے دعوے بموجب قوم کی یا مذہب کی خدمت کہاں تک کر رہا ہے۔ اور اسکی خدمت ہماری قوم و مذہب کے لئے کہاں تک مفید ہے۔ اگر اسکی خدمات واقعی مفید اور قابل قدر ہیں تو ہم بڑے ناشکرے ہوں گے اگر بجائے قدر دانی کے اسکی مخالفت شروع کر دیں۔ اور مخالفت بھی کس وجہ سے محض اسوجہ سے کہ اس کے عقائد ہمارے عقائد کے برخلاف ہیں اور اسی بنا پر اسے گالیاں دینا شروع کر دیں۔

اس عبارت معترضہ کے بعد ملتمس ہوں کہ اسلام پر انگریزی کتب یا ماہوار رسالے جو واقعی اچھے ہوں اور غیر مذاہب پر اچھا اثر ڈال سکیں بغیر اس خیال کے کہ وہ کسکی قلم سے نکلے ہیں یہاں بھیجے جائیں اسپر خرچ بھی بالکل کچھ نہیں ہوگا۔ یعنے جس شخص کے پاس ایسی کتاب ہو یا جسکے ہاں ایسا مذہبی رسالہ آتا ہو وہ خود پڑھکر یہاں میرے پاس بھیجدیوے۔ مناسب کتب خانوں اور جاپان کے مختلف شہروں میں میں اپنے خرچ سے تقسیم کر دیا کرونگا اور کتب خانوں میں کتابیں درج کراونگا۔ جاپانی زبان کے متعلق یہ عرض ہے کہ اس زبان کا لکھنا پڑھنا نہیں سیکھتے بلکہ صرف بول چال سیکھتے ہیں تاکہ اپنی بات دوسرے کو سمجھا سکیں اور دوسرے کی تقریر کو خود سمجھ سکیں اور یہ بول چال کا سیکھنا بہت آسان ہے چند مہینوں میں آجاتی ہے۔ اور بول چال سیکھنے کیلئے انگریزی زبان میں بہت کتابیں چھپ چکی ہیں جنکو معمولی انگریزی دان پڑھکر اپنا مطلب نکال اور بغیر استاد کے جاپانی بول چال سیکھ سکتا ہے۔ ایسی کتب کا نام اور انکے ملنے کا پتہ دریافت کرنے کیلئے آپ میری چٹھی جو اس سے قبل